هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار
قادیان

ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ امان ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۲

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ایام زیر اشاعت میں سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت کھانسی اور حرارت سے علیل رہی۔ اور تا ایندم ۲۶ امان ۱۳۲۰ ہش صحت کامل نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی صحت کامل کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

(۳) سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسوں کے لئے ۶ اپریل ۱۹۴۱ء کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ احباب کوشش کرکے اس دن کو شاندار طریق پر منائیں۔ اور دیگر مذاہب کے مقررین اصحاب کو بھی اپنے اپنے جلسہ میں لیکچر کرانے کے لئے دلی توجہ اور جدوجہد سے کام لیں۔

(۴) ۲۴ مارچ ۱۹۴۱ء / ۲۰ امان ۱۳۲۰ ہش مکرم خواجہ غلام نبی صاحب چیف ایڈیٹر اخبار الفضل نے اپنی برادر زادی حمیدہ بیگم صاحبہ کا رخصتانہ کیا۔ جس میں معزز اکابرین و دیگر اصحاب کو شمولیت دعا کے لئے مدعو کیا۔ اور شیرینی و چائے کی دعوت دی۔ خدا تعالےٰ اس تقریب کو بابرکت کرے۔ آمین۔

غزل

(از ذوالفقار علی خانصاحب گوہرؔ)

میخوار رہ گئے نہ وہ میخانہ رہ گیا
دنیا کا دَورِ الفت باہم گذر گیا

حسنِ ازل نے چُن لیا ارضِ حجاز کو
رو رو کے شمع بجھ گئی لیکن زمانہ ہستی کے میکدہ سے چلے پیکے ہوشیار

نام و نمود عشق نے سب کچھ مٹا دیا
اے موت غم نہیں مجھے سب کچھ رہا اگر

اے برقِ طور اس کے ذرا دل سے پوچھ تو
دارا کہاں وہ پرچم کیخسروی کہاں

شیریں رہی نہ خسرو پرویز و کوہکن
قسمت میں ہے اسی کے ترا ناوک نظر

لیلیٰ رہی نہ قیس نہ محمل کا کچھ نشاں
میں خاک چھانتا رہا تیری تلاش میں

ہاں ہستئ شباب کا افسانہ رہ گیا
خالی شراب عشق کا پیمانہ رہ گیا

بت رہ گئے نہ کعبہ میں بتخانہ رہ گیا
ذکرِ فراق و ماتم پروانہ رہ گیا

ہیں پائے بند لغزشِ مستانہ رہ گیا
بیگانہ وار آیا تھا بیگانہ رہ گیا

یہ اک نشانِ سجدۂ شکرانہ رہ گیا
جو نا امید جلوۂ جانانہ رہ گیا

سب طمطراق سطوت شاہانہ رہ گیا
ہاں نام تیرا ہمتِ مردانہ رہ گیا

تانے ہوئے جو سینہ دلیرانہ رہ گیا
قسمت کو پیٹتا ہوا ویرانہ رہ گیا

جنگل کوئی رہا کوئی صحرا نہ رہ گیا

لڑ لڑ کے پاسبان سے غضب ڈھائے گا اگر
کوچہ میں تیرے گوہرؔ دیوانہ رہ گیا

فاروق کے متعلق آخری فیصلہ

گذشتہ اشاعتوں میں اخبار "فاروق" کو ہفتہ میں دو بار کرنے کے بارے میں جو اپنا خیال بتا کر احباب سے مشورہ طلب کیا گیا تھا۔ اس کے بعد بعض دوستوں نے نہایت مخلصانہ اور نیک مشورے دیئے۔ جن کا اظہار ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء کے فاروق میں کرکے مزید مشوروں کے انتظار میں ۲۸ مارچ تک آخری فیصلہ شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ سو الحمدللہ کہ مزید قریباً ایک سو ستر مشورے آئے۔ جن میں تیسرے مشورہ پر کثرت رائے پائی گئی ہے۔ یعنی زیادہ تعداد ان دوستوں کی ہے۔ جن کا یہ مشورہ ہے کہ:۔

"تا اختتام جنگ یا جب تک کاغذ وغیرہ ارزاں نہ ہو جائے۔ اور خدا تعالیٰ جب تک حسب ارشاد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈھائی ہزار فاروق کے خریدار نہ کر دے۔ فاروق کو موجودہ حالت میں ہی رکھا جائے نہ صفحات بڑھائے جاویں نہ چندہ میں کوئی اضافہ کیا جائے"۔ اسلئے میں کثرت رائے کے احترام کو ملحوظ رکھ کر اپنا ارادہ تبدیل کرتا ہوں۔ اور اس مبارک وقت کے آنے تک جو مشیت الٰہی میں مقدر ہے۔ فاروق کو موجودہ حالت میں ہی جاری رکھنے کا یہ

اعلان کرتا ہوں

کہ فاروق اسی سائز اور اتنے ہی صفحات پر اسی ڈھائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجالسِ انتخاب اُمراجماعتہائے احمدیہ

(منظور کردہ صدر انجمن احمدیہ بروئے ریزولیوشن نمبر ۱۴۱ غیر معمولی مورخہ ۱۸ ۱۲/۴۱ و حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نمائندگان مجلس مشاورت سے مشورہ لینے کے بعد مندرجہ ذیل فیصلہ فرمایا تھا:۔

"آئندہ امارت کے انتخاب کے لئے یہ قاعدہ ہوگا کہ جہاں چالیس یا اس سے زیادہ چندہ دہندہ ممبر ہوں۔ وہاں کی جماعت کے امیر کا انتخاب بلا واسطہ نہ ہوگا۔ بلکہ ایک ایسی مجلس انتخاب کے ذریعہ سے ہوگا جس کے ممبروں کو چندہ دہندگان حسب قواعد منتخب کیا کریں گے (اس کی بقیہ تفصیلات صدر انجمن احمدیہ طے کرے گی) علاوہ ان ممبرانِ مجلس انتخاب کے تمام مقامی صحابی اور تمام چندہ دہندگان مقامی ممبر جن کی عمر ساٹھ سال سے زائد ہو۔ اس انتخاب میں حصہ لینے کے حقدار ہوں گے۔

حضور کے اس فیصلہ سے مندرجہ ذیل امور مستنبط ہونے چاہئیں:۔

(۱) یہ کہ مذکورہ بالا مجلس انتخاب صرف اسی حلقہء امارت میں مقرر کی جائے گی جہاں چالیس یا اس سے زیادہ چندہ دہندگان ہوں گے۔

(۲) یہ کہ ایسے حلقہ امارت میں امیر کا انتخاب بلا واسطہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اسی مجلسِ انتخاب کے ذریعہ سے ہوگا۔

(۳) یہ کہ اس مجلسِ انتخاب کے ممبروں کا انتخاب بھی چندہ دہندگان ان قواعد کے ماتحت کریں گے۔ جو اس کے لئے صدر انجمن احمدیہ مقرر کرے گی

(۴) یہ کہ مجلسِ انتخاب کے منتخب شدہ ممبروں کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب بھی ممبر ہوں گے

(الف) صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اسی حلقہ امارت میں رہتے ہوں۔

(ب) اسی حلقہء امارت کے تمام چندہ دہندگان جن کی عمر ساٹھ سال سے زائد ہو

تفصیلی قواعد

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت کے ساتھ ایسی مجالس کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی قواعد تجویز کئے گئے ہیں۔

جن کی منظوری حضور نے ۲۲/۳/۴۱ کو مرحمت فرما دی ہے۔

اول:۔ جس حلقہء امارت میں چالیس سے ایک سو تک چندہ دہندگان ہوں۔ وہاں کی مجلسِ انتخاب کے منتخب شدہ ممبروں کی تعداد (علاوہ ان زائد ممبروں کے جن کا ذکر فقرہ ۴ میں ہے) گیارہ ہوگی۔

اور جس حلقہ امارت ایک سو سے دو سو تک چندہ دہندگان ہوں۔ وہاں کی مجلس انتخاب کے منتخب شدہ ممبروں کی تعداد (علاوہ ان زائد ممبروں کے جن کا ذکر فقرہ ۴ میں ہے) پندرہ ہوگی۔

اور جس حلقہ امارت میں دو سو سے زائد چندہ دہندگان ہوں۔ وہاں کی مجلسِ انتخاب کے منتخب شدہ ممبروں کی تعداد (علاوہ ان زائد ممبروں کے جن کا ذکر فقرہ ۴ میں ہے) اکیس ہوگی۔

دوم:۔ چندہ دہندگان سے مراد وہ اصحاب ہیں۔ جو اپنا چندہ باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور جن کے ذمہ (بصورت موصی ہونے کے یا غیر موصی ہونے کے ہر دو صورتوں میں) چھ ماہ سے زائد عرصہ کا بقایا نہ ہو۔ اور یہی شرط صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عائد ہوگی۔

سوم:۔ لیکن اگر کسی بقایا دار نے اپنے ذمہ کے بقائے کی رقم کی ادائیگی کے متعلق دفتر متعلقہ سے مہلت حاصل کر لی ہو۔ تو وہ اس شرط سے اس وقت تک مستثنٰی ہوگا۔ جب تک اس نے مہلت لے رکھی ہو۔

چہارم:۔ مقامی جماعت کے اگر کسی ممبر کے ذمہ چھ ماہ سے زائد کا بقایا ہو۔ اور اس نے اس بقائے کی ادائیگی کے لئے مہلت بھی نہ لے رکھی ہو۔ تو وہ نہ کسی عہدہ کے لئے منتخب ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی مجلس انتخاب کا ممبر بن سکتا ہے۔

پنجم۔ مجلس انتخاب کی مقرر کردہ تعداد کا چندہ دہندگان کی تعداد کی نسبت سے پورا رکھنا مقامی جماعت کے لئے لازمی ہوگا۔

ششم:۔ اگر مجلس انتخاب کا کوئی ممبر خدانخواستہ فوت ہو جائے۔ یا تبدیل ہو جائے۔ یا مستعفی ہو جائے۔ یا کسی اور وجہ سے اس مجلس کا ممبر نہ رہے۔ تو اس کی اطلاع فوراً ناظر اعلیٰ کو دینا ضروری ہوگی۔ اور اس اطلاع کے ساتھ ہی اس کے قائم مقام ممبر کا بھی انتخاب کر کے بھیجا جائے گا۔

ہفتم:۔ مجلسِ انتخاب کا اجلاس کل ممبروں کی مجموعی تعداد کے نصف ممبر حاضر ہونے پر ہو سکے گا۔

ہشتم:۔ اس مجلسِ انتخاب کا صدر ممبرانِ مجلسِ انتخاب حاضر اجلاس میں سے کثرت رائے سے ہو سکے گا۔

نہم:۔ مجلسِ انتخاب کی جو روئیداد بغرض منظوری یا بغرض اطلاع مرکز میں بھیجی جائے گی۔ اس پر تمام ممبرانِ مجلسِ انتخاب حاضر اجلاس کے دستخط یا نشان انگوٹھا کا ہونا لازمی ہوگا۔ اور ان کے مکمل پتے بھی دیئے جائیں گے۔

پس اب تمام جماعتہائے احمدیہ

جن پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فیصلہ مشاورت ۳۸ء کا اطلاق ہوتا ہے۔ (جن کو دفعات نمبر ۱-۲-۳ و ۴ میں مشرح طور پر بیان کر دیا گیا ہے) پر لازم ہے کہ وہ اس فیصلہ کی پورے طور پر پابندی کریں۔ اور اس فیصلہ کے مطابق مجالس انتخاب امراء کے ممبروں کی فہرستیں تیار کر کے ۱۵ اپریل ۱۹۴۱ء تک نظارت علیا میں بھیجدیں۔ تاکہ ان فہرستوں کی منظوری کے بعد ان کو پھر امراء کے انتخاب کے لئے منظوری دی جائے۔ لیکن یہ امر یاد رہے۔ کہ یہ فہرستیں بہرحال ۱۵ اپریل ۱۹۴۱ء تک نظارت علیا میں پہنچ جانی چاہئیں۔

میرے اس اعلان کی مخاطب نہ صرف مقامی انجمنیں ہیں۔ جن میں چالیس یا اس سے زیادہ چندہ دہندہ ممبر ہیں۔ بلکہ تمام پراونشل انجمنیں بھی ہیں۔ جن میں یہ شرط پائی جاتی ہے۔ (ناظر اعلیٰ)

چندہ خاص کی وصولی کے لئے عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کا فرض

نظارت ہذا کی طرف سے جماعت ہائے مقامی کو براہِ راست اور نیز بذریعہ اخبار الفضل توجہ دلائی جا چکی ہے۔ کہ چندہ خاص کے بقایا داران سے ان کے بقایا جات جلد وصول کئے جائیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ امسال کے مقرر کردہ بجٹ مبلغ ۵۰۰۰۰/- روپیہ میں سے اس وقت تک صرف ۳۵۲۵/- کی رقم وصول ہوئی ہے۔ چونکہ مجلس مشاورت چند دنوں میں ہونے والی ہے اس لئے عہدیداران اور نمائندگان جماعتہائے احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ ان ایام میں ہی تگ و دو کر کے اپنی اپنی جماعت کا بجٹ چندہ خاص جہاں تک ہو سکے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۴۱ء تک پورا کرنے کی کوشش کریں۔ (ناظر بیت المال)

چندہ ادا نہ کرنے والوں کا اخراج

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور بعض نادہندگان کا معاملہ پیش کئے جانے پر ارشاد فرمایا۔ کہ:۔ "ایسے کیسوں میں جماعتہائے متعلقہ کو ہدایت دی جائے۔ کہ وہ اس قسم کے نادہندگان کے متعلق نظارت امور عامہ میں رپورٹ کریں۔ تا ان کو جماعت سے خارج کیا جائے۔" نیز فرمایا کہ "جب تک ایسے لوگوں کو باقاعدہ طور پر نظارت امور عامہ کی معرفت جماعت سے خارج نہ کروا لیا جائے۔ تب تک وہ جماعت کے ممبر سمجھے جائیں گے"۔ اور ان سے وصولی چندہ کا مطالبہ نظارت بیت المال کی طرف سے "قائم رہے گا"۔

اسلئے عہدہ داران جماعت مقامی کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اگر ان کی جماعت میں کوئی ایسے دوست ہوں۔ جو باوجود ہر قسم کی کوشش کے چندہ کے تارک ہوں۔ تو ان کا معاملہ جماعت کی رپورٹ کے ہمراہ نظارت امور عامہ میں بھجوا دیں۔ تا اخراج کا فیصلہ کیا جا دے اور جب تک ان کے اخراج کا فیصلہ جماعت مقامی نظارت

ناظرین اخبار "فاروق" ضرور پڑھیں

کہ قرآن کریم مترجم بڑا سائز بطرز لیسرنا القرآن منظور کردہ نظارت تالیف و تصنیف جس کا ترجمہ لفظی اور عام فہم ہے۔ بلحاظ ہدیہ مختلف اقسام عہ/ رعایتی ۱۲/ و ۳ؔ رعایتی عہ ۸/ و عہ/ رعایتی عہ/ اور ۳ رعایتی ۱۴/۔

حمائل شریف مترجم از جناب علامہ حافظ روشن علی صاحب رضؓ ترجمہ لفظی ہدیہ عہ ۸/ رعایتی عہ/۔

حمائل شریف مترجم از جناب سید محمد سرور شاہ صاحب ترجمہ با محاورہ رعایتی عہ/۔ یہ رعایت مجلس مشاورت تک رہے گی۔

مکمل احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک قیمتی عہ ۸/ جو تبلیغ کے لئے نہایت ہی بہترین کتاب ہے۔ نیز مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول قادیان کی کتابیں کم از کم پانچ روپے کی لینے والے کو دو پیسے فی روپیہ کمیشن دیا جائے گا۔ مکمل احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک صرف محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان سے ملیگی۔

محمد عنایت اللہ تاجر کتب قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۲

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۴۱ء

کامیابی کیلئے کامل اطاعت اور فرمانبرداری کی رُوح ضروری ہے

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے بہت دفعہ جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ مذہب ایک ایسی چیز ہے۔ جو صرف اقرار کے ساتھ ہی مکمل نہیں ہو جاتی۔ بلکہ وہ اپنے ساتھ کئی شرائط رکھتی ہے۔ اور جب تک ان تمام شرائط کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ اس وقت تک مذہب سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے۔ کہ تم ایک مکان کی تین دیواریں بنا کر محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اگر

تین دیواریں

بناؤ گے۔ تو چوتھی طرف سے ہوا بھی آئے گی۔ بارش بھی آئے گی۔ اسی طرح چور بھی آسکتا ہے۔ اور دشمن بھی اس طرف سے حملہ کر سکتا ہے۔ غرض وہ سب چیزیں جن سے بچنے کے لئے مکان بنایا جاتا ہے۔ اس چوتھی دیوار کے نہ ہونے کی وجہ سے آجائیں گی۔ اور تین دیواریں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گی۔ صحابہ کرام رضی کی ترقی کی وجہ یہی تھی۔ کہ انہوں نے اس راز کو سمجھ لیا تھا۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی بڑا سمجھتے تھے۔ مگر آج کل لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ بڑی باتوں کو بھی چھوٹا قرار دے دیں۔ بہت سے لوگ

دین کے احکام

کو ایک چٹی خیال کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کہ اس سے بھی بچ جائیں۔ اُس سے بھی بچ جائیں۔ مگر صحابہؓ کی یہ حالت ہُوا کرتی تھی۔ کہ وہ چاہتے تھے۔ ہم کو یہ بھی مل جائے۔ ہم کو وہ بھی مل جائے ہم اس حکم کی بھی فرمانبرداری کریں۔ اور ہم اسکی بھی فرمانبرداری کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ بہت جلد ترقی کر گئے۔ اور بعد میں آنے والے ویسی ترقی حاصل نہ کر سکے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

پُر حکمت کلام کی قدر

ان کے دلوں میں نہ رہی۔ اگر ان کے دلوں میں بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام کی وہی قدر ہوتی۔ جو صحابہؓ کے دلوں میں تھی۔ تو کوئی وجہ نہیں تھی۔ کہ وہ صحابہ رضی سے پیچھے رہتے۔ صحابہ رضی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے امور پر چلنے کے ایسے مشتاق تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ کہ ہماری ساری نجات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرمانبرداری میں ہے۔

حدیثوں میں ایک واقعہ

آتا ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ان میں کس طرح فرمانبرداری کی روح پائی جاتی تھی۔ بظاہر وہ ایک ایسی بات ہے۔ جسے سنکر کوئی انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کیسی بے وقوفی کی بات ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ان کی ترقی کا راز اسی میں مضمر تھا۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے جب کوئی حکم سنتے۔ تو اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے۔

احادیث میں آتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس کی طرف آرہے تھے۔ آپ ابھی گلی میں ہی تھے۔ کہ آپ کے کانوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ آواز آئی۔ کہ "بیٹھ جاؤ"۔ معلوم ہوتا ہے۔ ہجوم زیادہ ہوگا۔ اور کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں فرمایا "بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی جو ابھی مجلس میں نہیں پہنچے تھے۔ اور گلی میں آرہے تھے جب انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ آواز سنی۔ تو وہ وہیں بیٹھ گئے۔ اور بیٹھے بیٹھے جیسے بچے چلتے ہیں۔ گھسٹ گھسٹ کر مسجد میں پہنچے۔ کسی شخص نے جو اس راز کو نہیں سمجھتا تھا۔ کہ اطاعت اور فرمانبرداری کی روح دنیا میں قوموں کو کس طرح کامیاب کرتی ہے۔ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی کو اس طرح چلتے دیکھا۔ تو اس نے اعتراض کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ کیسی بے وقوفی کی بات ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مطلب تو یہ تھا۔ کہ مسجد میں جو لوگ کناروں پر کھڑے ہیں وہ بیٹھ جائیں، مگر آپ گلی میں ہی بیٹھ گئے۔ اور گھسٹتے ہوئے مسجد میں آئے۔ آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ آپ جب مسجد میں پہنچ جاتے۔ تو اس وقت بیٹھتے۔ گلی میں ہی بیٹھ جانے کا کیا فائدہ تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی نے جواب دیا ہاں یہ ہو تو سکتا تھا۔ لیکن اگر مسجد میں پہنچنے سے پہلے ہی میں مر جاتا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حکم میرے عمل میں نہ آتا۔ اور کم سے کم ایک بات ایسی ضرور رہ جاتی۔ جس پر میں نے عمل نہ کیا ہوتا۔ اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا۔ کہ میں چلتا ہُوا آؤں۔ اور پھر مسجد میں آکر بیٹھوں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ شاید میں مسجد میں پہنچوں یا نہ پہنچوں۔ اس لئے ابھی بیٹھ جانا چاہیئے۔ تاکہ اس حکم پر بھی عمل ہو جائے۔

انہی عبد اللہ بن مسعود رضی کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک دفعہ حج کے ایام میں

مکہ مکرمہ میں چار رکعتیں

پڑھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب حج کے لئے تشریف لائے تھے۔ تو آپ نے وہاں دو رکعتیں پڑھی تھیں۔ کیونکہ مسافر کو دو رکعت نماز پڑھنے کا ہی حکم ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اپنے زمانۂ خلافت میں تشریف لائے۔ تو آپ نے بھی دو ہی پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے لئے تشریف لائے۔ تو انہوں نے بھی دو ہی پڑھی تھیں۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں پڑھا دیں۔ اس پر لوگوں میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اور انہوں نے کہا۔ عثمان رضی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کو بدل دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی کے پاس لوگ آئے۔ اور انہوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ نے چار رکعتیں کیوں پڑھی ہیں۔ حضرت عثمان رضی نے فرمایا۔ بات یہ ہے کہ میں نے ایک اجتہاد کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اب دُور دُور کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر کو اب اسلامی مسائل اتنے معلوم نہیں۔ جتنے پہلے لوگوں کو معلوم ہُوا کرتے تھے۔ اب وہ صرف ہمارے افعال کو دیکھتے ہیں۔ اور جس رنگ میں وہ ہمیں کوئی کام کرتے دیکھتے ہیں۔ اسی رنگ میں خود کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہی اسلام کا حکم ہے۔ یہ لوگ چونکہ مدینہ میں بہت کم جاتے ہیں۔ اور انہیں وہاں رہ کر ہماری نمازیں دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اس لئے میں نے خیال کیا۔ کہ اب حج کے موقعہ پر اگر انہوں نے مجھے دو رکعت نماز پڑھاتے دیکھا۔ تو اپنے علاقوں میں جاتے ہی کہنے لگ جائیں گے۔ کہ خلیفہ کو ہم نے دو رکعت نماز پڑھاتے دیکھا ہے۔ اس لئے اسلام کا اصل حکم یہی ہے۔ کہ دو رکعت نماز پڑھی جائے۔ اور لوگ چونکہ اس بات سے ناواقف ہوں گے۔ کہ یہ دو رکعت نماز سفر کی وجہ سے پڑھی گئی ہے۔ اس لئے اسلام میں اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ اور لوگوں کو ٹھوکر لگے گی۔ پس میں نے مناسب سمجھا۔ کہ چار رکعت نماز پڑھا دوں۔ تاکہ نماز کی چار رکعتیں انہیں بھولیں نہیں۔ باقی رہا یہ کہ میرے لئے چار رکعت پڑھانا جائز کس طرح ہو گیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ میں نے یہاں شادی کی ہوئی ہے۔ اور چونکہ بیوی کا وطن بھی اپنا وطن ہی ہوتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں مسافر نہیں۔ اور مجھے پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔ غرض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعت نماز پڑھانے کی یہ وجہ بیان فرمائی۔ اور اس توجیہہ کا مقصد آپ نے یہ بتایا۔ کہ باہر کے لوگوں کو دھوکا نہ لگے۔ اور وہ اسلام کی صحیح تعلیم کو سمجھنے میں ٹھوکر نہ کھائیں۔ ان کی یہ بات بھی بڑی لطیف تھی۔ اور جب صحابہ رضی نے سنی۔ تو اکثر سمجھ گئے۔ اور بعض نہ سمجھے۔ مگر خاموش رہے۔ مگر دوسرے لوگوں نے شور مچا دیا۔ اور کہنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت عثمان رضی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کے خلاف عمل کیا ہے۔ چنانچہ انہی میں سے کچھ لوگ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی کے پاس بھی پہنچے۔ اور کہنے لگے۔ آپ نے دیکھا کہ آج کیا ہُوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا کیا کرتے تھے۔ اور عثمان رضی نے آج کیا کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توجہ کے دنوں میں مکہ آ کر صرف دو رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔ مگر حضرت عثمانؓ نے چار رکعتیں پڑھائیں۔ انہوں نے کہا دیکھو ہمارا یہ کام نہیں۔ کہ ہم فتنہ اٹھائیں۔ کیونکہ خلیفۂ وقت نے کسی حکمت کے ماتحت ہی ایسا کام کیا ہوگا پس تم فتنہ نہ اٹھاؤ۔ میں نے بھی ان کی اقتداء میں چار رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔ مگر نماز کے بعد میں نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالےٰ سے دعا مانگ لی تھی۔ کہ خدایا تو ان چار رکعتوں میں سے میری وہی دو رکعتیں قبول فرمانا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ ہم پڑھا کرتے تھے۔ اور باقی دو رکعتوں کو میری نماز نہ سمجھنا۔ یہ کیا عشق کا رنگ ہے۔ جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ میں پایا جاتا تھا۔ کہ انہوں نے چار رکعتیں پڑھ تو لیں۔ مگر انہیں وہ ثواب بھی پسند نہ آیا۔ جو محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پڑھی ہوئی دو رکعتوں سے زیادہ تھا۔ اور دعا مانگی۔ کہ الٰہی دو رکعتیں ہی قبول فرمانا۔ چار نہ قبول کرنا۔ اور پھر خلافت کی اطاعت کا بھی اس میں کیسا عمدہ نمونہ پایا جاتا ہے۔ ان کو معلوم نہ تھا۔ کہ حضرت عثمانؓ نے کس وجہ سے دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھائی ہیں۔ حالانکہ یہ وجہ ایسی ہے۔ جسے بہت سے لوگ صحیح قرار دیتے ہیں۔ وہ بیوی کے گھر جاتے ہیں۔ تو اسے سفر نہیں سمجھتے۔ بیٹے کے گھر جاتے ہیں۔ تو اسے سفر نہیں سمجھتے۔ ماں باپ کے گھر جاتے ہیں۔ تو اسے سفر نہیں سمجھتے۔ پس یہ مسئلہ ٹھیک تھا۔ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ احتیاط کہ باہر کے لوگوں کو دھوکا نہ لگے۔ اور اسلام میں کوئی رخنہ نہ پڑ جائے۔ ان کے اعلیٰ درجہ کے تقوےٰ کا ثبوت ہے۔ مگر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو اس وقت تک اس حکمت کا علم نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں کیا۔ کہ نماز چھوڑ دی ہو۔ بلکہ انہوں نے نماز بھی پڑھ لی۔ اور خلافت کی اطاعت بھی کر لی۔ اور بعد میں خدا تعالیٰ کے حضور بھی عرض کر دیا۔ کہ یا اللہ میری دو رکعتیں ہی قبول ہوں چار نہ ہوں۔ یہ کیسی

فرمانبرداری اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے قدم بقدم چلنے کی روح

تھی۔ جو ان میں پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ باوجود اس بات کے کہ صحابہ بالکل ان پڑھ تھے۔ (سارے مکہ میں کل سات آدمی پڑھے لکھے تھے) ساری دنیا پر چھا گئے۔ لیکن اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص بی۔ اے ہوتا ہے۔ ایم۔ اے ہوتا ہے۔ مولوی فاضل ہوتا ہے۔ اور وہ سب دنیا کے علوم کو کھنگال ڈالتا ہے۔ مگر قوت عملیہ اس میں بالکل مفقود ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے عمل کی نقل اور اسکی اتباع کا پورا خیال دل میں نہیں ہوتا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ صحابہؓ میں یہ اہتمام انتہا درجہ کا پایا جاتا تھا۔ ایک دفعہ لوگ ایک جنازہ لئے جا رہے تھے۔ کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے کہا۔ میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سنا ہوا ہے۔ کہ جب کوئی مسلمان اپنے

مسلمان بھائی کے جنازہ میں شامل

ہو۔ تو اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے۔ اور ایک قیراط ثواب اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ لیکن اگر جنازہ پڑھنے کے بعد اسے دفن کرنے کے لئے قبر تک جائے۔ تو اسے دو قیراط ثواب حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے صحابی یہ بات سنکر اس صحابی پر ناراض ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ تم نے یہ بات ہمیں پہلے کیوں نہ بتائی۔ نہ معلوم ہم اب تک ثواب کے کتنے قیراط ضائع کر چکے ہیں۔ تو چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی وہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے طریق کی نقل کرتے۔ آپ کے احکام کی اتباع کرتے۔ اور سمجھتے کہ اسی میں ان کی ترقی اور اسی میں ان کی عزت ہے۔ اور درحقیقت یہ ہے بھی صحیح۔ آخر کونسی بات ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ہمیں بتائی ہو۔ اور اس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ ایک بات بھی کوئی شخص ایسی بتا نہیں سکتا۔

اس کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کی سَو میں سے نوّے باتیں ایسی ہوں گی۔ جن کی حکمت یا تو ان کے مذاہب نے بتائی ہی نہیں۔ یا اس کے اندر کوئی حکمت ہے ہی نہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ہمیں جو احکام دیئے ہیں۔ وہ ایسے ہیں۔ کہ سَو میں سے سَو کی حکمتیں ہی بیان کی جا سکتی ہیں۔ سَو میں سے سَو کی ہی غرض و غایت بیان کی جا سکتی ہے۔ اور سَو میں سے سَو کے ہی فوائد بیان کئے جا سکتے ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں یہ جوش پیدا نہ ہو۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے احکام کی اتباع کریں۔ اور ایک ایک بات جو ہمیں نظر آئے۔ خواہ وہ بظاہر چھوٹی سے چھوٹی ہو۔ اس کو بھی نہ چھوڑیں۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں ادھر توجہ بہت کم ہے صرف

فرقۂ اہل حدیث

نے اس طرف توجہ کی ہے۔ مگر وہ بھی لفظی طور پر انہوں نے بھی قشر کو تو لے لیا۔ مگر مغز کو چھوڑ دیا۔

انہی باتوں میں سے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ اور جن کو بدقسمتی سے مسلمانوں نے یہ سمجھ کر کہ وہ چھوٹی باتیں ہیں۔ چھوڑ دیا ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ

جب مسلمان کسی اجتماع میں شامل ہوں

تو انہیں صاف کپڑے پہن کر آنا چاہیئے۔ مجلس کی جگہ کو بھی صاف رکھنا چاہیئے۔ اور ہو سکے۔ تو عطر لگا کر آنا چاہیئے۔ جیسے آج جمعہ کا دن ہے۔ اس دن مسلمانوں کا ہر جگہ اجتماع ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ جب وہ جمعہ پڑھنے کے لئے آئیں۔ تو نہا دھو کر آئیں۔ کپڑے صاف پہنیں۔ اور عطر استعمال کریں۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے یہ حکم بھی دیا ہے۔ کہ اجتماع کے مواقع پر کوئی بدبودار چیز کھا کر نہیں آنا چاہیئے۔ مثلاً کچا پیاز ہوا۔ یا گندنا وغیرہ ہوا۔ ان کو کھا کر مسجد میں آنے کی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔

اسی طرح اور بہت سی چیزیں ہیں۔ جو بدبودار ہوتی ہیں۔ یا بدبو پیدا کر دیتی ہیں۔ ان سب کو استعمال کرنے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ کہ دن میں کئی کئی مرتبہ آپ مسواک کرتے تھے۔ اس میں بھی دراصل یہی حکمت تھی۔ کہ آپ کے منہ سے بُو نہ آئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے چونکہ ہر شخص نے بات کرنی ہوتی تھی۔ اور ہر ایک نے آپ سے مسائل پوچھنے ہوتے تھے۔ اس لئے آپ دن میں

کئی کئی دفعہ مسواک

کیا کرتے تھے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ آپ کے منہ سے بدبو آئے۔ اور دوسرے کو تکلیف محسوس ہو۔ صحابہؓ کہتے ہیں۔ آپ دن میں اتنی دفعہ مسواک کیا کرتے تھے۔ کہ ہم سمجھتے۔ مسواک رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نزدیک بہترین پسندیدہ چیز ہے۔ پھر یہ شغف آپ کو اس قدر تھا۔ کہ جب آپؐ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو اس وقت آپؐ نے دیکھا۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی کے ہاتھ میں مسواک ہے۔ اس وقت آپ اچھی طرح بول بھی نہیں سکتے تھے۔ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ مجھے مسواک دو۔ حضرت عائشہؓ نے مسواک لے کر آپ کو دے دی۔ مگر چونکہ آپؐ میں اس وقت طاقت نہیں تھی۔ اور آپؐ مسواک کو چبا نہیں سکتے تھے۔ اس لئے آپؐ نے پھر اشارہ سے فرمایا۔ کہ اسکو چبا دو۔ چنانچہ انہوں نے مسواک چبا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور آپؐ نے اس وقت بھی مسواک کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات میں میرا لعاب دہن آپ کے لعاب دہن سے ملا۔

لیکن اس زمانہ میں میرا اندازہ ہے۔ کہ شائد

سَو میں سے نوّے آدمیوں کے منہ سے بدبو

آتی ہے۔ اور پھر ان نوّے فی صدی لوگوں میں سے بھی ایک کثیر حصہ اس بے وقوفی میں مبتلا ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ شاید بات سننے والا کان کی بجائے ناک سے سنتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ ایک عام رواج ہے۔ خصوصاً ان لوگوں میں جن پر صوفیاء کا اثر چلا آتا ہے۔ کہ وہ بات کرتے وقت بجائے اس کے کہ کان کی طرف منہ کریں۔ دوسرے کی ناک کے پاس منہ لے جا کر بات شروع کریں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ تمام سڑاند اس جوان کے منہ میں بھرا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرے کے ناک میں چلا جاتا ہے۔ میں نے ان علاقوں میں یہ مرض بہت دیکھا ہے۔ جو ایک عرصہ سے پیروں کے ماتحت چلے آتے ہیں۔ مثلاً گجرات ہے۔ اس ضلع کے رہنے والے جب بھی بات کرنے لگیں گے۔ دوسرے کے عین ناک کے قریب اپنا منہ لے جائیں گے۔ اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس سے باتیں کریں گے۔ میں اس ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہمیشہ گولیکی اور سدوکی کے رہنے والوں کو پہچان لیتا ہوں۔ جب بھی ان میں سے کوئی مجھ سے بات کرنے لگے۔ میں اس سے پوچھ لیتا ہوں۔ کہ آپ گولیکی کے ہیں یا سدوکی کے۔ اور شاید سَو میں سے ایک دفعہ غلطی ہوئی ہو۔ ورنہ ننانوے دفعہ میرا قیاس صحیح ہوتا ہے۔ اور وہ ان دونوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ کے رہنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے سننے کے لئے ناک تو نہیں بنائی۔ خدا نے تو سننے کے لئے کان بنایا ہے۔ پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر کوئی شخص اپنے مُنہ کو صاف نہیں رکھ سکتا۔ تو دوسرے پر اتنا تو رحم کرے۔ کہ بات کرتے وقت اپنا مُنہ اُس کے کان کی طرف لے جائے اسکی ناک کے سامنے نہ رکھے۔

غرض یہ عیب مسلمانوں میں شدید طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ وہ صفائی کی طرف توجہ نہیں رکھتے۔ اور اجتماع کے مواقع پر بالخصوص **رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیان کردہ ہدایات** کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہایت لطیف رنگ میں اس مسئلہ کی طرف اپنی امت کو توجہ دلائی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ تم جب کسی اجتماع میں شامل ہونے کے لئے آؤ۔ تو کوئی بودار چیز کھا کر نہ آؤ۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ بدبودار چیز کھا کر تو نہ آؤ۔ لیکن خوشبودار چیز کو مُنہ میں سڑا کر اور اسے بدبودار بنا کر مسجد میں بے شک آجایا کرو۔ اگر کوئی ایسے معنی کرتا ہے۔ تو وہ حد درجہ کا نالائق انسان ہے۔ جب آپ نے فرمایا ہے۔ کہ کچا پیاز اور گندنا وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آؤ۔ تو اسی میں یہ بات بھی آجاتی ہے۔ کہ اگر کوئی اچھی چیز انسان کھائے اور پھر اپنے مُنہ کو صاف نہ کرے۔ اور اسکی سڑاند مُنہ میں پیدا ہو جائے۔ تو اس صورت میں بھی اسے اجتماع سے دُور رہنا چاہیئے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسکی کیا ہی لطیف حکمت بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ بدبودار چیزوں سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اب فرشتہ کوئی جسمانی چیز تو ہے نہیں۔ کہ بدبو سے اسے تکلیف ہو۔ مراد یہی ہے۔ کہ ہر نیک فطرت انسان اس سے اذیت محسوس کرتا ہے۔ اور پاک لوگوں کو اس طرح تکلیف ہوتی ہے اس لئے تم مسجد میں ایسی چیزیں کھا کر نہ آیا کرو جن سے انہیں تکلیف ہو۔ ہاں گندے لوگوں کو بدبو سے بے شک کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ شخص جو چیزوں کو سڑا کر اپنے مُنہ میں رکھتا ہو۔ اور اسکی بُو محسوس نہ کرتا ہو۔ اسے کسی اور کے مُنہ سے کس طرح بُو آسکتی ہے۔ تکلیف تو اسے ہی ہوگی۔ جو فرشتہ خصلت ہوگا۔ اور پاک رہنے والا ہوگا۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ جمعہ کے لئے آؤ۔ تو کپڑے بدل کر آؤ۔ اسکی حکمت تو ظاہر ہی ہے۔ کپڑے کو پسینہ لگتا رہتا ہے۔ اور پسینہ میں چونکہ زہر بھی ہوتی ہے۔ اور بُو بھی۔ پس اس کا انسان کی اپنی صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی بُو سے اذیت پہنچتی ہے۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہدایت دے دی۔ کہ کپڑے بدل کر آیا کرو۔ ہمارے ملک میں عام طور پر لوگ نہانے دھونے کے بہت کم عادی ہیں۔ لیکن عرب میں اس کا بڑا رواج تھا میں نہیں جانتا۔ یہ رواج اس وقت ہے یا نہیں مگر حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب ہم مکہ میں گئے تھے۔ تو اس وقت تک عرب لوگوں میں یہ رواج تھا۔ کہ رات کے وقت وہ اپنا تمام لباس اُتار کر شب خوابی کا علیحدہ لباس پہن لیتے۔ اور عورتیں روزانہ رات کے وقت دن کے پہنے ہوئے کپڑوں کو دھو لیتیں۔ اس طرح سوتے وقت وہ روزانہ اپنے کپڑوں میں سے پسینہ دھو ڈالتے تھے۔ حالانکہ وہاں پانی کی کمی تھی۔ مگر ہمارے ملک میں بعض امراء تو روزانہ بھی کپڑے بدل لیتے ہیں۔ لیکن بعض دوسرے تیسرے دن بدلتے ہیں۔ اور معمولی حیثیت کے لوگ آٹھویں دن کپڑے بدلتے ہیں۔ اور غرباء کپڑا پہن کر اس کے پھٹنے تک اسے نہیں اُتارتے۔ حالانکہ اگر کسی شخص کو صابن سے کپڑے دھونے کی توفیق ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ صابن سے کپڑے دھو لیا کرے۔ اور اگر کسی کو صابن خریدنے کی توفیق نہیں۔ تو وہ یہ تو کر سکتا ہے۔ کہ رات کے وقت کپڑوں کو پانی میں ڈال دے اور صبح انہیں اچھی طرح مل کر اور نچوڑ کر دھوپ میں لٹکا دے۔ اس طرح چاہے وہ کپڑا سفید نہ ہو۔ مگر پسینہ جو ضرر رساں چیز ہے۔ اور اسکی بُو جو دوسروں کے لئے اور خود اس کے لئے اذیت کا موجب بنتی ہے۔ وہ اور دوسرے لوگ اس سے محفوظ ہو جائیں گے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ عرب میں کم سے کم اس وقت تک یہ رواج ضرور تھا۔ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حج کے لئے مکہ تشریف لے گئے تھے۔ اور پھر پڑھنے کے لئے وہیں ٹھیر گئے۔ ممکن ہے یہ رواج اب بھی ہو۔ کیونکہ قومی رواج جلدی نہیں مٹ جایا کرتے۔ لیکن اگر اب مغربی اثر کے ماتحت اس میں کمی آگئی ہو۔ تو پھر بھی کچھ نہ کچھ رواج اہل عرب میں ضرور ہوگا۔ بہرحال اسلام نے جسم اور کپڑوں کی صفائی کے متعلق جو احکام دیئے ہیں۔ وہ معمولی نہیں۔ مگر کتنے ہیں۔ جو ان پر غور کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو لباس کو صاف رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو اپنے مُونہوں کو صاف رکھتے ہیں۔ کتنے ہیں جو پسینہ وغیرہ کی بُو اور دوسری بدبودار چیزوں سے مسجد کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ جماعت کو **مساجد میں صفائی رکھنے کی طرف توجہ** دلائی۔ تو بعض لوگوں نے میری تحریک پر یہ کام شروع کر دیا۔ اور مسجد کی صفائی کا وہ خیال رکھنے لگے۔ چنانچہ مدرسہ احمدیہ کے طالب علم بھی اس صفائی میں حصہ لیا کرتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد یہ بات جاتی رہی۔ حالانکہ مساجد کو صاف رکھنے کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خاص طور پر حکم دیا ہے۔ کیونکہ جو مذہب اجتماع پر اپنی بنیاد رکھتا ہو۔ اور مدنیت سے اس کے کثیر احکام کا تعلق ہو۔ وہ جب تک یہ خیال نہ رکھے۔ کہ اجتماع کے موقعوں پر حفظانِ صحت کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ اس وقت تک وہ اپنی جماعت کو کبھی ترقی کی طرف نہیں لے جا سکتا۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب کسی کو طاعون نکل آئے۔ تو وہ اپنی جگہ سے نکل کر کسی اور جگہ نہ جائے۔ اور نہ باہر والے وہاں جائیں۔ اس طرح اسلام نے طاعونی ضرر سے لوگوں کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ غرض جو چیزیں صحت پر بُرا اثر ڈالنے والی ہیں۔ ان سب سے اسلام نے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ مثلاً اسلام نے بتایا ہے۔ کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اب اگر یہ مسئلہ نہ ہوتا۔ اور ایک اصول قائم نہ کر دیا جاتا۔ تو کئی لوگ مسجدوں میں آتے اور ہوائیں خارج کرتے رہتے۔ نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ بدبو سے لوگوں کا دماغ خراب ہو جاتا۔ پس اس میں بھی اسلام نے حکمت رکھی ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسجد میں تھوکنا یا بلغم پھینکنا گناہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص تھوک دے۔ یا بلغم پھینکے۔ تو اس کا کفارہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس تھوک کو اٹھا کر زمین میں دفن کرے۔ اسکی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ مسجد ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں سب مسلمانوں نے اکٹھا ہونا ہوتا ہے۔ اگر تھوک یا بلغم پڑا ہو۔ تو لوگوں کو تکلیف ہو۔ نمازیں پڑھنی ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں نمازیوں کو جو تکلیف پیش آسکتی تھی۔ وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ مسجد میں تھوکنے کی عادت تو مسلمان اب چھوڑ بیٹھے ہیں۔ لیکن **مسجد میں بے احتیاطی سے کھانا کھانے کی عادت** ابھی ان میں سے نہیں گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ سالن گر جاتا ہے۔ اور پھر اس سالن یا دال پر مکھیاں بیٹھتیں اور بُو پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ اگر وہ اس بات کو سمجھتے۔ کہ مسجد میں تھوکنے کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ تو وہ مسجد میں دال وغیرہ گرا کر تھوک سے بھی زیادہ غلاظت نہ پھیلاتے۔ تھوک بے شک ایک کراہت کی چیز ہے۔ مگر اسکی سڑاند بعد میں قائم نہیں رہتی۔ لیکن سالن اور دال وغیرہ جب مسجد میں گر جائے۔ تو چونکہ ان چیزوں میں گھی ہوتا ہے۔ اس لئے اسکی سڑاند بعد میں بڑھتی رہتی ہے۔ مگر لوگ تھوک تو مسجد میں نہیں پھینکتے۔ اور دال یا سالن گرا کر اس سے بہت زیادہ سڑاند پیدا کر دیتے ہیں۔ مسجد میں بے شک کھانا کھانا منع نہیں۔ مگر اتنی احتیاط تو ضرور کر لینی چاہیئے۔ کہ انسان کھاتے وقت کوئی کپڑا بچھا لے۔ اور پھر احتیاط سے کھائے۔ تاکہ مسجد میں چیونٹیاں اور مکھیاں اکٹھی نہ ہوں۔ اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ غرض مساجد کو صاف رکھنا اور اپنے کپڑوں کو صاف کر کے اور عطر وغیرہ لگا کر اجتماع میں شامل ہونا کیا بلحاظ ایک مذہبی حکم کے اور کیا بلحاظ دوسرے لوگوں پر اس کے اثرات کے ایک نہایت ضروری مسئلہ ہے۔ اور اس کا صحت پر شدید اثر پڑتا ہے۔

مجھے جیسا کہ قریب بیٹھنے والے دوستوں کو معلوم ہے۔ آج **اس مضمون کی اس طرح تحریک پیدا ہوئی** کہ جب میں مسجد میں پہنچا۔ تو چونکہ سائبان لگا ہُوا تھا۔ لیکن مشرق کی طرف سے زمین کی طرف جھک گیا تھا۔ اور کھڑکیاں بند تھیں۔ اسلئے لوگوں کے سانسوں کی وجہ سے اس قدر شدید بو پیدا ہو چکی تھی۔ کہ جیسے برسات میں گھر کے اندر گیلے کپڑے پڑے ہوئے ہوں۔ اور منبر پر کھڑے ہوتے ہی میرے سر میں درد شروع ہو گیا۔ حالانکہ احکام شریعت کے ماتحت میرے آنے سے پہلے ہی دوستوں کو فوراً اس کا انسداد کرنا چاہیئے تھا۔ آخر ہر ایک کو خدا تعالےٰ نے ناک دی ہے۔ اور ہر ایک کو یہ مسئلہ بھی معلوم ہے آج دھوپ نہیں تھی۔ اس لئے فوراً سائبان کو اتروا دینا چاہیئے تھا۔ اور کھڑکیوں کو ہوا کی آمد و رفت کے لئے کھول دینا چاہیئے تھا۔ مگر ہمارے ملک کے لوگوں کو چونکہ عادت نہیں خوشبو کے استعمال کی۔ اور چونکہ انہیں عادت نہیں بُو سے بچنے کی۔ اس لئے بہتوں کو شاید اس بُو کا پتہ بھی نہیں لگا ہوگا۔ حالانکہ انسانی سانس اتنا زہریلا ہوتا ہے۔ کہ اگر دو آدمی اکٹھے لحاف میں مُنہ ڈال کر سوئیں۔ تو دونوں بیمار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اکیلا آدمی اگر لحاف میں مُنہ ڈال کر سوئے۔ تو اپنے سانس کی زہر سے ہی وہ بیمار ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو دائمی نزلہ ہوتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ وہ بالعموم وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو

لحاف میں سر چھپا کر سونے کے عادی

ہوتے ہیں۔ جو لوگ لحاف سے سر نکال کر سوتے ہیں۔ یا کم سے کم ناک کا حصہ ننگا رکھتے ہیں۔ انہیں نزلہ کی دائمی شکایت بہت کم ہوتی ہے۔ مگر تعجب ہے۔ یہ ہزاروں آدمیوں کا مجمع اس طرح بیٹھا تھا۔ گویا لحاف میں اس نے اپنا مُنہ چھپا رکھا تھا۔ اور سب کے سانسوں سے شدید بدبو پیدا ہو گئی تھی۔ اگر اس بارہ میں احتیاط سے کام نہ لیا جائے۔ تو کمزور آدمیوں کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر مساجد میں بیماروں نے بھی آنا ہوتا ہے۔ انہی لوگوں میں وہ بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں نزلہ کی شکایت ہوتی ہے۔ اور شاید بعض ایسے لوگ بھی ہوں۔ جنہیں سل کی شکایت ہو۔ ایسی حالت میں سائبان کو ایک برقع کی طرح اوڑھ کر بیٹھ رہنے اور تنفس کی بدبو سے نہ بچنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلول کا سانس تندرستوں کے سینہ میں جائے۔ اور انہیں بھی بیمار کر دے۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ نقص اسی وجہ سے ہے۔ کہ لوگوں نے عام طور پر یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعض باتیں معمولی ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی بات معمولی نہیں

سب کے اندر فوائد ہیں۔ سب کے اندر حکمتیں ہیں۔ اور سب کے اندر اغراض اور مقاصد ہیں۔ ایک چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بے وجہ اور بغیر حکمت کے بیان نہیں فرمایا۔

ہمیں دوسرے مذاہب پر جو فوقیت اور افضلیت حاصل ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کتاب دی ہے۔ وہ پُرحکمت ہے۔ اور جو رسول ہماری رہنمائی کے لئے اس نے بھیجا وہ بھی پُرحکمت ہے۔ پس ہمارے پاس جو کتاب ہے۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں۔ جس کے متعلق ہم کہہ سکیں۔ کہ ہم اسے کیوں کریں یا کیوں نہ کریں۔ اسی طرح ہمارے رسول نے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس میں کوئی بات بھی ایسی نہیں۔ جس کے متعلق ہم کہہ سکیں۔ کہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔ اس لئے ہم کرتے ہیں۔ ورنہ اس میں حکمت کوئی نہیں۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر بڑی سے بڑی بات تک پُرحکمت ہے۔ بے شک بعض باتوں کی حکمت ایک وقت سمجھ میں نہ آئے۔ مگر دوسرے وقت اسکی حکمت ضرور سمجھ میں آ جاتی ہے۔ پس قرآن

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی بات بھی حکمت سے خالی نہیں۔ ہر بات ہمارے فائدہ کے لئے ہے۔ اور ہر حکم ہماری ترقی کے لئے دیا گیا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ

اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ اور ہمیشہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ میں نے شروع خطبہ میں فرقہ اہلحدیث کا ذکر کیا ہے۔ مگر میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ تم اہلحدیث کی طرح بن جاؤ۔ وہ خشک لوگ ہیں۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتوں کی حکمتوں کو نہیں سمجھا۔ مگر تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر حکم کی حکمت کو سمجھو۔ اور اس پُرحکمت کلام کو سمجھ کر اس پر عمل کرو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پُرحکمت کلام کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے۔ کہ وہ بنی نوع انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ مگر

اہلحدیث سے یہ غلطی ہوئی

کہ انہوں نے جب دو حدیثوں کو بظاہر آپس میں متضاد دیکھا۔ تو کہہ دیا۔ کہ فلاں حدیث ضعیف ہے۔ اور فلاں قوی۔ حالانکہ بسا اوقات وہ دونوں صحیح ہوتی ہیں۔ البتہ دونوں کے مواقع مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے مشہور ہے۔ کہ کوئی مالدار شخص حد سے زیادہ موٹا ہو گیا۔ اس نے دُور دُور تک اپنے آدمی بھجوائے ہوئے تھے۔ اور انہیں ہدایت تھی۔ کہ کھانے کی جو بھی اچھی چیز نظر آئے۔ وہ فوراً مجھے بھجوا دیا کرو۔ کروڑ پتی آدمی تھا۔ اور جب کسی کا شغل ہی یہ ہو۔ کہ ہر وقت چاروں طرف اس کے گماشتے پھرتے رہیں۔ اور کھانے کے لئے عمدہ سے عمدہ چیزیں بھجواتے رہیں۔ تو خود ہی سمجھ لو۔ کہ کھا کھا کر اس کی کیا کیفیت ہو گئی ہو گی۔ وہ مالدار آدمی بھی آخر اتنا موٹا ہو گیا۔ کہ چلنا پھرنا اور زندگی کے دن گزارنا اس کے لئے مشکل ہو گیا۔ وہ اپنے علاج کے لئے ایک ڈاکٹر کے پاس گیا۔ اس نے کہا۔ میرا مشورہ آپ کو یہ ہے۔ کہ آپ فلاں ڈاکٹر کے پاس جائیں۔ وہ بڑے مشہور آدمی ہیں۔ اور علاج میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ میرے علاج سے آپ کو فائدہ نہیں ہو گا۔ آپ اگر صحت چاہتے ہیں۔ تو اسی کے پاس جائیے۔ چنانچہ وہ اس ڈاکٹر کے شہر کی طرف گیا۔ اور وہاں پہنچکر بمشکل دو نوکروں کا سہارا لیتا اور قدم بقدم چلتا ہوا وہ اس ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ اور اس نے دیکھا کہ

ڈاکٹر نے دستر خوان بچھایا ہوا ہے۔ اور مریضوں کو پاس بٹھا کر انہیں کہہ رہا ہے۔ کہ یہ بھی کھاؤ۔ اور وہ بھی کھاؤ۔ کسی سے کہتا ہے۔ کہ تمہیں یہ شوربہ کی پیالی ضرور پینی پڑے گی۔ دوسرے سے کہتا۔ کہ تیتر کی ٹانگیں تم نے چھوڑ دی ہیں۔ یہ بھی کھا کر اٹھو۔ کسی سے کہتا۔ کہ یہ کباب تمہیں ضرور کھانے پڑیں گے۔ اور کسی سے کہتا کہ جب تک انڈے نہ کھا لو میں تمہیں اٹھنے نہیں دوں گا۔ وہ امیر یہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا۔ وہ کیسے بیوقوف ڈاکٹر تھے۔ جو مجھے فاقہ کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ علاج تو یہ ہے۔ کہ زور دیکر مریض کو اچھی چیزیں کھلائی جائیں۔ غرض جب ڈاکٹر انہیں کھلا کر فارغ ہو گیا۔ تو یہ پیش ہوا۔ اس نے کہا۔ میں آپ کا علاج کرنے کے لئے تو تیار ہوں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ایک مہینہ کے لئے آپ اپنے نوکر واپس بھجوا دیں۔ اور جس طرح میں کہوں۔ اس طرح عمل کریں۔ وہ کہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ کے مزاج کو سمجھ گیا ہوں۔ اور مجھے نوکروں کو واپس بھجوا دینے میں کوئی عذر نہیں۔ اس نے خیال کیا۔ کہ میں اگر دو مرغ کھانے کے لئے مانگوں گا۔ تو یہ تین مرغ دے گا۔ اور اگر میں چار انڈے مانگوں گا۔ تو یہ چھ دے گا۔ غرض اس نے خوشی خوشی نوکر واپس بھجوا دیئے۔ اور انہیں کہہ دیا۔ کہ فلاں تاریخ آ جانا۔ جب نوکر چلے گئے۔ تو اس ڈاکٹر نے پہلے دن تو اسے خوب اچھا کھانا کھلایا۔ اور وہ بڑا خوش رہا۔ مگر دوسرے دن صبح کے وقت اس نے ایک سُوکھا ٹوسٹ چائے کے ساتھ اپنے نوکر کے ذریعہ بھجوا دیا۔ وہ کہنے لگا۔ پاگل ہوئے ہو۔ یہ تو میرے ملازم بھی نہیں کھاتے۔ اس نے کہا۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ کے لئے یہی کچھ بھجوایا ہے۔ خیر تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر آیا۔ تو اس سے کہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ میرے لئے کیا بھجوا دیا۔ اس نے کہا۔ صاحب گھبرایئے نہیں۔ اور یہی کھا لیجئے۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی تو پہلا دن ہے۔ خیر اس نے وہ ٹوسٹ کھایا۔ اور پھر ڈاکٹر اسے اپنے ساتھ ایک کمرہ میں لے گیا۔ اور کھڑا کر کے جلدی سے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ وہ کمرہ جس میں اس نے اسے کھڑا کیا۔ حمام تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں حمام گرم ہونے لگا۔ اور اس نے اپنے پاؤں اٹھانے شروع کر دیئے۔ کبھی ایک پاؤں اٹھاتا۔ اور کبھی دوسرا۔ اور جب فرش بہت زیادہ گرم ہو گیا۔ تو بے اختیار اچھلنے کودنے لگ گیا۔

اور آخر تھک کر اور نڈھال ہو کر فرش پر گر گیا۔ ڈاکٹر نے دروازہ کھولا۔ اور اسے باہر نکال لیا۔ وہ گالیاں دینے لگ گیا۔ کہ مجھے تم نے مار ڈالا ہے۔ مگر اس نے کوئی پروا نہ کی۔ اور وہ روزانہ ایک طرف اسے فاقہ سے رکھتا۔ اور دوسری طرف حمام میں کھڑا کر دیتا۔ اور وہ خوب اچھلتا کودتا۔ مہینہ ختم ہوا اور اس کے نوکر آئے۔ تو وہ بغیر اجازت لئے ان کے ساتھ چلا گیا۔ اور سیدھا اس ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ جس نے اسے اس ڈاکٹر کے پاس آنے کا مشورہ دیا تھا۔ اور کہا۔ کہ تُو نے مجھ سے بڑا فریب کیا۔ جو ایسے ظالم قصاب کے پاس مجھے بھیج دیا۔ وہ بھی کوئی ڈاکٹر ہے۔ وہ تو سخت دھوکے باز انسان ہے اس نے پہلے میرے نوکر نکلوا دیئے۔ اور پھر مجھے فاقوں پر فاقے دینے شروع کر دیئے۔ خیر وہ سنتا رہا۔ سنتا رہا۔ جب اس کا غصہ کسی قدر ٹھنڈا ہوا۔ تو اس نے کہا کہ بجائے اس کے کہ میں آپ کو کوئی جواب دوں۔ آپ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر ذرا اپنی شکل تو دیکھ لیں۔ اس نے شکل دیکھی۔ تو نظر آیا۔ کہ چہرے پر رونق آئی ہوئی ہے۔ اور جس قدر نحوست تھی سب جاتی رہی ہے۔ نہ پہلے کی طرح گلے لٹک رہے ہیں اور نہ جسم بھدا اور بھاری ہے۔ جب وہ آئینہ دیکھ چکا۔ تو ڈاکٹر اسے کہنے لگا۔ مجھے بڑا افسوس ہے۔ کہ آپ جلدی چلے آئے۔ اگر آپ ایک مہینہ اور ٹھہر جاتے۔ تو آپ کی صحت بالکل درست ہو جاتی۔ وہ کہنے لگا۔ یہ تو بتاؤ۔ کہ اس نے یہ کیوں کیا۔ کہ وہ بعض کو تو زور دے دیکر کھانا کھلاتا تھا۔ اور مجھے اس نے فاقے دینے شروع کر دیئے۔ وہ ڈاکٹر کہنے لگا۔ جن کو وہ زور دیکر کھانا کھلاتا تھا۔ وہ غربا تھے۔ اور ان کی بیماریاں ان کی فاقہ کشی کی وجہ سے پیدا ہوئی تھیں۔ مگر آپ کی بیماری زیادہ کھانے کا نتیجہ تھی۔ اس لئے اس نے آپ کا علاج تو فاقہ سے کیا۔ اور ان کا علاج کھانا کھلا کر کیا۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام احکام حکمت پر مبنی ہیں۔ نادان اور بیوقوف انسان سمجھتے ہیں۔ کہ اس قسم کی باتوں کی وجہ سے حدیثوں میں اختلاف ہو گیا۔ اور اس وجہ سے وہ کسی کو ضعیف اور کسی کو حسن قرار دیتے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ دونوں ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ البتہ وہ دو مختلف حالات کے لئے ہیں ایک ہی حالت کے لئے نہیں۔ مسلمانوں نے اسی نادانی کی وجہ سے اس طرح

ایک دوسرے کے سر پھوڑے

کہ الاماں محض اس بنا پر کہ فلاں سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے۔ ناف کے نیچے نہیں باندھتا۔ یا ناف کے نیچے باندھتا ہے۔ اور سینہ پر نہیں باندھتا۔ اسی طرح انہوں نے ایک دوسرے کی انگلیاں توڑی ہیں محض اس بات پر کہ بعض لوگ رفع یدین کیوں کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں میں آمین بالجہر کہنے پر لڑائیاں ہوئیں اور علماء میں ان مسائل پر بڑی بڑی بحثیں ہوئیں۔ اور ان بحثوں میں انہوں نے چار پانچ سو سال ضائع کر دیئے۔ کہ وہ حدیثیں صحیح ہیں۔ جن میں رفع یدین کا حکم آتا ہے۔ یا وہ حدیثیں صحیح ہیں۔ جن میں رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی طرح علماء نے اپنی قلمیں گھسا دیں۔ دواتوں کی سیاہیاں خشک کر دیں۔ اور اپنی عمریں برباد کر دیں۔ محض اس بات پر کہ آمین بالجہر کہنی چاہیئے یا آمین بالسر۔ پھر انہوں نے اپنے اوقات اور اپنے اموال سینکڑوں سال تک اس جھگڑے میں ضائع کر دیئے۔ کہ نماز پڑھتے وقت ہاتھ اوپر باندھنے چاہئیں یا نیچے۔ پھر کس طرح انہوں نے صدیوں تک اس لغو بحث کو جاری رکھا۔ کہ تشہد کے وقت انگلی اٹھانی چاہیئے یا نہیں اٹھانی چاہیئے۔

یہ ساری بحثیں

ایسی ہی تھیں۔ جیسے مثنوی رومی والے لکھتے ہیں۔ کہ چار فقیر تھے۔ انہوں نے کسی سے خیرات مانگی۔ تو اس نے ایک پیسہ دے دیا اور کہا کہ چاروں مل کر کوئی چیز کھا لو۔ اب ایک نے کہا میں تو انگور کھاؤں گا۔ دوسرے نے کہا۔ میں تو داکھ کھاؤں گا۔ تیسرا کہنے لگا۔ میری خواہش تو عنب کھانے کی ہے۔ اور چوتھا ترکی تھا۔ اس نے اپنی زبان میں کوئی انہی الفاظ کے ہم معنی لفظ کہا۔ اور کہا کہ میری تو خواہش وہ چیز کھانے کی ہے۔ اب چاروں آپس میں لڑنے لگ گئے۔ ایک کہے کہ دو گھنٹے مانگ مانگ کر ایک پیسہ ملا ہے۔ اس سے تو میں انگور ہی کھاؤں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں تو عنب کھاؤں گا تیسرے نے داکھ پر زور دیا۔ اور چوتھے نے اپنی زبان کا کوئی لفظ استعمال کیا۔ آخر وہاں سے کوئی زبان دان گذرا۔ اور اس نے ان چاروں کو جو لڑتے دیکھا۔ تو ٹھہر گیا۔ اور پوچھا۔ کہ کیوں لڑ رہے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ ہماری لڑائی کی یہ وجہ ہے۔ اس نے کہا۔ پیسہ تم مجھے دے دو۔ میں تم سب کے لئے ایک ایسی چیز لاؤں گا۔ جس سے تم سب خوش ہو جاؤ گے۔ چنانچہ انہوں نے اسے پیسہ دے دیا۔ اور وہ انگور لے آیا۔ عنب مانگنے والا کہنے لگا۔ یہی میرا مطلب تھا۔ داکھ چاہیئے والا کہہ اٹھا۔ یہی تو میں مانگتا تھا۔ اور ترکی کہنے لگا۔ میری بھی یہی خواہش تھی۔ غرض چاروں خوش ہو گئے۔ اور ان کی لڑائی ختم ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان جھگڑوں کو ایسا مٹایا ہے۔ کہ اب کسی احمدی کے دل میں خیال بھی نہیں آتا۔ کہ آمین بالجہر کہنی چاہیئے یا آمین بالسر۔ ہاتھ اوپر باندھنے چاہئیں۔ یا نیچے۔ رفع یدین کرنا چاہیئے یا نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ نے

ایک اصول لوگوں کے سامنے

رکھ دیا اور فرمایا۔ کہ یہ بھی ٹھیک ہے اور وہ بھی ٹھیک ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ کسی نے ان مسائل کے بارہ میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے انبیاء حکمت سے کلام کیا کرتے ہیں۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی طبائع میں جوش ہوتا ہے۔ ان کا جوش جب تک نکلتا نہ رہے۔ ان میں استقلال پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور کئی لوگ خاموش طبیعت ہوتے ہیں۔ وہ اگر اظہار جذبات کرنے لگ جائیں۔ تو ان کا جوش مدھم پڑ جاتا ہے۔ اسلئے دونوں قسم کی طبائع کو مدنظر رکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دو مختلف احکام دے دیئے۔ وہ لوگ جو اپنی طبیعت میں جوش رکھتے ہیں۔ وہ آمین بالجہر کہہ لیا کریں۔ اور جو خاموش طبیعت ہیں۔ ان کے لئے شریعت نے دل میں ہی آمین کہہ لینے کا دروازہ کھول دیا۔ اسی طرح بعض لوگ حرکات سے اظہار عقیدت میں زیادہ لذت محسوس کرتے ہیں۔ ان کے لئے شریعت نے رفع یدین کا حکم رکھ دیا۔ مگر بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ جنہیں حرکات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ سکون کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے لئے شریعت نے رفع یدین کی صورت کو اڑا دیا۔ اسی طرح ہاتھ باندھنا ہے۔ کوئی شخص سپاہیانہ طبیعت رکھنے والا ہوتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ ہاتھ اونچے باندھے۔ اس کے لئے شریعت نے نماز میں ہاتھ اونچے باندھنے کا مسئلہ رکھ دیا۔ اور کوئی ایسا ہوتا ہے۔ جو بڈھا اور بیمار ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ اوپر اٹھتے ہی نہیں۔ اور خود بخود نیچے ڈھلک جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے شریعت نے یہ آسانی رکھ دی۔ کہ وہ نیچے ہاتھ باندھ لیا کریں۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے دونوں طبائع کا خیال رکھ لیا۔ اور

ہر ایک کے حسب حال حکم

دے دیا۔ مجھے ایک دفعہ ان معنوں کا بڑا لطف آیا۔ میں بیمار تھا اور نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ یکدم مجھے محسوس ہوا۔ کہ ضعف کی وجہ سے میں نے ہاتھ نیچے باندھے ہوئے ہیں۔ اس وقت مجھے خیال آیا۔ کہ شریعت کی یہ اجازت دراصل اسی لئے ہے۔ کہ ہر طبیعت کا آدمی فائدہ اٹھا سکے۔ ایک بیمار آدمی جو ہاتھ اوپر باندھ ہی نہیں سکتا۔ اس سے شریعت یہ کس طرح مطالبہ کر سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھ ضرور اوپر باندھے۔ پس بیمار اور کمزور یا سکون رکھنے والی طبیعت کے انسان کے لئے ہاتھ نیچے باندھنے کی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اجازت دیدی مگر جو ہمت والا اور قوی اور تندرست ہے۔ اور سپاہیانہ روح اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کے لئے ہاتھ اوپر باندھنے کا حکم دے دیا۔ اس طرح ایک ہی کلمہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام جھگڑے طے کر دیئے اور ان نادانوں کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ایک حدیث کو ضعیف اور دوسری کو قوی قرار دیتے تھے۔ بتا دیا کہ دونوں حدیثیں ہی قوی ہیں۔ البتہ تم ان کا مفہوم سمجھنے میں ضعیف ہو۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے کلام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ سب فائدے کے لئے ہیں۔ ہر زمانہ کے لئے ہیں۔ اور ہر حالت کے لئے ہیں۔ اور ان میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔ ان حکمتوں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی لوگ ان بحثوں میں پڑ جاتے ہیں۔ کہ فلاں حدیث ضعیف ہے۔ اور فلاں قوی۔ حدیثوں میں سے بعض ضعیف بھی ہوتی ہیں۔ مگر وہی حدیثیں ضعیف ہوتی ہیں۔ جو اصول دین یا اصول اخلاق کے خلاف ہوں۔ ان حدیثوں کو ضعیف قرار دینا جو ایک ہی وقت میں قابل عمل ہوں۔ حماقت اور نادانی ہے۔ اور اہلحدیث اس حماقت میں سب سے زیادہ گرفتار ہیں۔ جتنا زیادہ وہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔ اتنا ہی انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے جائز اور درست کلام پر جرح کی ہے۔ اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے

جائز درست۔ صحیح اور پرحکمت کلام

کو ضعیف قرار دے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے کلام کے ایک ٹکڑہ کو بالکل باطل کر دیا ہے اتنے حصہ میں میرے نزدیک حنفی ان سے بہت زیادہ بہتر ہیں۔ انہوں نے یہ اصول قرار دے دیا ہے۔ کہ قرآن مقدم ہے اور حدیث موخر۔ اس وجہ سے جن حدیثوں کو اہل حدیث کمزور کہتے ہیں۔ ان کو بھی انہوں نے صحیح قرار دے دیا۔ ہاں ان سے غلطی یہ ہوئی۔ کہ اہلحدیث کی مخالفت میں انہوں نے ان حدیثوں کی طرف زیادہ توجہ دیدی۔ جن کو اہلحدیث کمزور کہتے تھے۔ اور اس طرح اہلحدیث اور حنفی دونوں صحیح راستہ پر قائم نہ رہے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے کلام کی حکمتوں کو سمجھو۔ ان کا احترام اپنے دل میں پیدا کرو۔ اور کسی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی نظر انداز مت کرو۔ کہ وہ فوائد کے لحاظ سے درحقیقت بہت بڑی ہوتی ہے۔ انہی چھوٹی باتوں میں سے جن کو لوگ بالعموم نظر انداز کر دینے کے عادی ہیں۔ مگر ان کے فوائد بہت بڑے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ایک حکم یہ ہے۔ کہ مساجد کو صاف رکھو۔ اور جب جمعہ کے لئے مسجد میں آؤ۔ تو اپنے کپڑوں کو صاف کر کے آؤ۔ اور

اگر ہو سکے تو عطر بھی لگاؤ

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم گو ہمیشہ غربت سے گذارہ کیا کرتے تھے۔ مگر آپؐ عطر کا ضرور استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے۔ جب میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بخاری پڑھا کرتا تھا۔ تو حضرت خلیفہ اول رضؓ اپنی سادہ طبیعت اور کام کے غلبہ کی وجہ سے جمعہ کے دن بعض دفعہ انہی کپڑوں میں جو آپ نے پہنے ہوئے ہوتے تھے۔ اٹھ کر جمعہ کے لئے آ جاتے تھے۔ میں اپنی بغل میں بخاری دبائے کمرہ میں سے نکل رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے دیکھ لیا۔ اور فرمایا۔ محمود یہ کیا ہے؟ میں نے کہا۔ حضرت مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے چلا ہوں۔ دراصل آپ نے ہی مجھے فرمایا تھا۔ کہ محمود قرآن پڑھ لو۔ بخاری پڑھ لو۔ اور طب بھی پڑھ لو۔ کیونکہ طب ہمارا خاندانی پیشہ ہے۔ یہ تمہارے لئے کافی ہے۔ غرض جب میں نے کہا۔ کہ میں مولوی صاحب سے بخاری پڑھنے جا رہا ہوں تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب سے کہنا۔ یہ حدیث بخاری میں آتی ہے۔ یا نہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جمعہ کے دن نئے کپڑے پہنتے اور خوشبو لگایا کرتے تھے۔ میں نے اسی طرح جا کر کہہ دیا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے یہ سنا تو ہنس پڑے اور فرمانے لگے۔ ٹھیک ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتی تو ہے۔ پر ہم لوگوں سے کچھ سستی ہی ہو جاتی ہے۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جمعہ کے دن صفائی کا خاص طور پر حکم دیا ہے۔ اور اس احتیاط کی وجہ یہی ہے۔ کہ مجمع میں کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اگر صفائی نہ ہو۔ تو ان کی صحتوں پر بُرا اثر پڑے۔ اور وہ اور بھی زیادہ کمزور اور بیمار ہو جائیں۔ ممکن ہے۔ کوئی شخص کہہ دے۔ کہ جب

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

نے بھی اس پر عمل نہیں کیا۔ تو ہم اگر عمل نہ کریں۔ تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہنا صحیح نہیں۔ کیونکہ ان کی وجہ اور تھی۔ وہ بہت زیادہ دینی کام میں مشغول رہتے تھے۔ اور جو شخص، زیادہ کام کرنے والا ہو۔ اس سے ایسے امور میں بعض دفعہ سستی ہو ہی جاتی ہے۔ پھر انہوں نے بھی یہ نہیں کہا۔ کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ ٹھیک کر رہا ہوں۔ بلکہ انہوں نے یہی فرمایا کہ سستی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی کی اس جواب سے تسلی نہ ہو۔ تو میں ایسے شخص کی عقل پر تعجب ہی کروں گا۔ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات سنائی جائے۔ اور وہ کہے۔ کہ حضرت مولوی صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ بعض انسان ایسے ہوتے ہیں۔ جو کثرت سے کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ آپ چونکہ طبیب تھے۔ اسلیئے دن کا اکثر حصہ بیماروں کے دیکھنے میں صرف ہو جاتا۔ پھر سارا دن وہ قرآن وحدیث پڑھاتے رہتے تھے۔ اور درس بھی دیتے تھے۔ اس وجہ سے ان سے بعض دفعہ سستی ہو جاتی تھی۔ مگر بہر حال وہ اس قدر محتاط ضرور تھے۔ کہ کپڑوں میں بُو پیدا نہیں ہونے دیتے تھے۔ میں تو ان سے پڑھتا رہا ہوں۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ کبھی ان کے کپڑوں میں سے بُو آئی ہو۔ بعض دفعہ بُو پیدا ہونے لگتی۔ تو آپ جھٹ نیا کرتہ منگوا کر بدل لیتے۔ آپ چونکہ طبیب تھے اور جانتے تھے۔ کہ بدبو کا انسانی صحت پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے اس بات کا خیال رکھتے تھے۔ بہر حال

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حکم ہے کہ مساجد کو صاف رکھا جائے۔ جمعہ کے موقعہ پر کپڑے بدلے جائیں۔ اور ہو سکے۔ تو خوشبو لگائی جائے۔ تاکہ جن کے جسم میں کوئی بیماری ہو۔ اور ان کے سانس سے دوسروں کے بیمار ہو جانے کا خطرہ ہو۔ ان کے مقابلہ میں لوگوں کے جسموں اور ان کے کپڑوں میں سے خوشبو آتی رہے۔ اور اس طرح بیماری کا ازالہ ہوتا چلا جائے۔

زمینداروں کو یہ کہنا کہ وہ عطر لگا کر آیا کریں۔ یہ تو ایک ایسا مطالبہ ہے۔ جسے وہ پورا نہیں کر سکتے۔ جنہیں کھانے کے لئے روٹی بھی میسر نہ ہو۔ وہ عطر کس طرح خرید سکتے ہیں۔ ان کے لئے صرف اتنا ہی حکم ہے۔ کہ وہ اپنے کپڑوں کو صاف رکھا کریں۔ ان میں بعض بے شک اچھی حیثیت رکھنے والے ہوتے ہیں ان کے لئے عطر لگانا ضروری ہے۔ اور پھر عطر کوئی ایسی چیز بھی نہیں۔ جو بہت زیادہ خرچ چاہتی ہو۔ پس غرباء کے لئے اگر عطر خریدنا مشکل ہو۔ مگر جو آسودہ حال ہیں۔ وہ آسانی سے خرید سکتے ہیں۔ اور پھر عطر کا خرچ بھی بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ ذرا سا انگلی سے اگر لگا لیا جائے۔ تو اتنی خوشبو آنے لگ جاتی ہے۔ جو جمعہ میں آنے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص عطر خرید ہی نہ سکتا ہو۔ تو اس کے لئے اس بات میں تو کوئی بھی مشکل نہیں کہ وہ کپڑے دھو لیا کرے۔ اسی طرح جو مساجد کے نگران ہیں۔ انہیں بھی میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جمعہ کے دن مسجدوں کی صفائی کرایا کریں۔ اور جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ کوئی نہ کوئی خوشبو مسجد میں جلا دینی چاہیئے۔ ہماری انجمن کا لاکھوں کا بجٹ ہوتا ہے۔ پھر کیا ہم چند پیسے خرچ کر کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک حکم کو پورا نہیں کر سکتے۔ ایک مسجد میں لوبان اگر جلایا جائے۔ تو ایک دھیلے یا پیسے کا کافی ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے قادیان کی تمام مساجد میں سارے سال کا خرچ دو تین روپیہ سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ آخر ہماری مالی حالت اتنی تو گری ہوئی نہیں۔ کہ ہم اپنی مسجدوں کے لئے دو تین روپیہ کا سالانہ خرچ بھی برداشت نہ کر سکیں۔ غریب سے غریب زمینداروں کی جماعت بھی یہ خرچ بآسانی پورا کر سکتی ہے۔ پندرہ بیس یا تیس چالیس نمازی ہوں۔ تو ذرا سی توجہ سے یہ خرچ پورا ہو سکتا ہے۔ صرف اہتمام کی ضرورت ہے۔ اور صرف اس خیال کو اپنے دل میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے۔ ہمارے فائدہ کے لئے فرمایا ہے۔ اور اس کا چھوڑنا ہمارے لئے مضر ہے۔

پیغامی مشن!

ضرورت اجرائے نبوّت اور نبی اور مجدّد میں فرق

(از مکرم محترم حضرت پیر منظور محمد صاحب موجد لیسرنا القرآن قادیان)

غیر مبایعین کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہ تھے۔ بلکہ صرف مجدّد تھے۔ اپنے اس قول میں غیر مبایعین نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ نبی میں اور مجدد میں، فرق ہوتا ہے۔ وہ فرق یہی ہے۔ اور جو سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ کہ مجدّد صرف امت کی کسی خاص اندرونی خرابی کی اصلاح کے لئے آیا کرتا ہے۔ چنانچہ اس تیرہ سو سال میں کوئی مجدد نکاح بیوگان کا رواج ڈالنے کے لئے آیا۔ اور کوئی شیعوں کے اثر کو دور کرنے کے لئے آیا۔ اور کوئی احادیث کو قلمبند کرنے کے لئے آیا وغیرہ وغیرہ اور نبی اس وقت آتا ہے۔ جبکہ مخلوق خدا تعالیٰ سے بیگانہ ہو جائے۔ اور دنیا میں دہریت کی ظلمت پھیل جائے۔ اور مذہب کی بنیاد پر حملہ ہونے لگے۔ اور ایمان ثریّا پر چلا جائے۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا اس زمانہ میں امتِ محمدیہ میں کوئی خاص اندرونی خرابی واقع ہوئی ہے یا اندر اور باہر تمام دنیا میں دہریت کی ظلمت پھیل گئی ہے؟ اور کیا اس زمانہ میں **مجدّد کی ضرورت ہے یا نبی کی؟** سو اس بات کا معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں۔ سرسری نظر سے ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ معاملہ انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ کیا غیر مبایعین کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں دہریت کی ظلمت اپنی انتہا کو نہیں پہنچ گئی؟ اور ایمان ثریا پر نہیں چلا گیا؟ ہرگز نہیں۔ ناممکن ہے کہ وہ ایسا کہیں۔ کیونکہ واقعات کا انکار نہیں ہو سکتا۔ پس جبکہ غیر مبایعین کو یہ بات مسلّم ہے۔ کہ دہریت اپنے پورے زوروں سے حملہ کر رہی ہے۔ تو یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ دہریت کی ظلمت کو دور کرنا کسی مجدّد کا کام نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جو اس کا اہل ہو۔ اور جو مذہب کی بنیاد کو قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کا ایسا تازہ کلام بکثرت پیش کر سکتا ہو۔ جس میں ایسی پیشگوئیاں ہوں۔ جن کا پورا کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہو۔ تاکہ پیشگوئی کے پورا ہونے پر فوراً ثابت ہو جائے۔ کہ یہ کلام انسان کا نہ تھا. بلکہ ایک ایسی ہستی کا تھا۔ جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔ اور اس کے ذرہ ذرہ پر متصرف ہے۔ اور کامل علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔ اور متکلم بھی ہے۔ اور انسان کو اپنی ہمکلامی سے مشرف بھی کر سکتا ہے۔ پس جو شخص بھی ایسا تازہ کلام بکثرت پیش کرے گا۔ جس سے خدا تعالےٰ کی ہستی ثابت ہوتی ہو۔ اور مذہب کی بنیاد قائم ہوتی ہو۔ وہ یقیناً نبی ہوگا۔ مجدد نہ ہوگا۔ ورنہ پھر بتلایا جائے۔ کہ نبی اور مجدد میں کیا فرق ہے؟ اس کا سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے خود دیا ہے۔ کہ:۔ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ پ ۲۹ سورہ جن رکوع ۲۔ یعنی خدا تعالےٰ بکثرت علمِ غیب اپنے رسولوں میں سے ہی جس رسول کو چاہے۔ عطا فرماتا ہے۔ کسی اور کو یہ مرتبہ عطا نہیں فرماتا اسکی تائید میں یہ آیت بھی ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ پ ۴ سورہ آل عمران رکوع ۱۸۔ اور چونکہ اس زمانہ میں ایسا کلام جس کا اوپر ذکر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت پیش کیا لہٰذا حضور یقیناً نبی ہیں۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ حضور نے اندرونی اصلاح کا کام بھی کیا۔ اور اس لئے حضور مجدد بھی تھے۔ لیکن اصل کام حضور کا ایمان کو ثریا سے واپس لانا اور خدا تعالےٰ کی ہستی کو ثابت کرنا تھا۔

اس زمانہ میں اگر کرشن اور مہدی اور مسیح کی ضرورت تھی۔ تو صرف اس لئے کہ لامذہب فلسفیوں کی طرف سے مذہب کی بنیاد پر حملے ہو رہے تھے۔ اور ہر مذہبی شخص کے ہاتھوں سے برائے نام ایمان بھی نکلا جا رہا تھا۔ اور برہمو ایک ایسے خدا کے قائل ہو گئے تھے۔ جو متکلم نہیں۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ چونکہ خدا تعالےٰ بھی اسی طرح اپنے تازہ قول اور اپنے تازہ فعل سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے اس زمانہ میں اس کے تازہ قول اور اس کے تازہ فعل کی ضرورت تھی۔ مگر اس زمانہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کا تازہ فعل تو موجود ہے۔ چنانچہ اب بھی بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ بڑے اور چھوٹے درختوں کے پودے اُگ رہے ہیں۔ درختوں کو پھل لگ رہے ہیں۔ نیز اسکی دوسری صفات بھی اپنا کام کر رہی ہیں۔ مگر اس کا تازہ کلام موجود نہ تھا۔ لہٰذا خدا تعالےٰ کا چہرہ پورے طور پر ظاہر ہونے کے لئے اس زمانہ میں اس کے تازہ کلام کی ضرورت تھی۔ تاکہ لوگ عین الیقین کے مرتبہ پر پہنچ کر شیطان کے جانشینوں یعنی لا مذہب فلسفیوں کے حملوں سے محفوظ ہو کر اپنا ایمان اس دنیا سے سلامت لے جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اسلام کا مرجھایا ہوا درخت از سرِ نو سرسبز ہوا اور اب وہ بموجب پیشگوئی تؤتی اُکلھا کل حین اپنے پھل دے رہا ہے۔ ؎

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

لیکن غیر مبایعین کو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے تازہ کلام کی اور نبی کے آنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ چنانچہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۴۱ء کے صفحہ ۵ کالم اول میں پیغام صلح مورخہ ۱۷ جنوری کی یہ عبارت نقل کی گئی ہے:۔

"نبوت بکلی منقطع ہو چکی ہے۔ اور کسی جدید نبوت یا جدید شریعت کی ضرورت نہیں"

تو کیا وہ چاہتے ہیں۔ کہ آئندہ ہمیشہ کے لئے دنیا سے ایمان کا نام و نشان مٹ جائے۔ اور دنیا میں خدا تعالیٰ کا جاننے والا کوئی بھی نہ رہے۔ اگر ان کے نزدیک آئندہ نبی کے آنے کی ضرورت نہیں تو ان سے سوال ہے کہ پھر مجدد کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر مجدد کی ضرورت ہے۔ تو نبی کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ دنیا میں اگر چھوٹی خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔ تو بڑی خرابی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ چھوٹی چھوٹی خرابیوں کے لئے مجدد بھیجتا رہا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ بڑی خرابی کے لئے وہ نبی نہ بھیجے۔ جیسا کہ وہ پچھلے زمانوں میں رحیم اور دستگیر تھا۔ اب بھی وہ ویسا ہی رحیم و دستگیر ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت شروع دنیا سے یہ تقاضا کرتی رہی ہے۔ کہ جب بھی انسان خدا تعالیٰ سے غافل ہو کر ہلاکت کے گڑھے میں گرنے لگا۔ تو اس نے فوراً ایک نبی کو بھیجکر لوگوں کو اپنے ہونے کی اطلاع دی اور ان کی دستگیری فرمائی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ ؎

چوں بیفتی با دو صد درد و نفیر
کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر
خبر را دل نپد بر بے خبر
رحم بر کورے کند اہل بصر
ہم چنیں قانون قدرت او فتاد
مر ضعیفاں را قوی آرد بیاد
چوں ازیں قانوں شود رحماں بروں
رحم یزداں از ہمہ باید فزوں
آنکہ او ہر بارِ ما بر داشت است
ہیچ رحمت را فرو نگذاشت است
چوں زما غافل شود در امرِ دیں
شرمت آید از چنیں انکار و کیں

غرض اس زمانہ میں بنیادی خرابی پھیل گئی تھی۔ اور اس کا دور کرنا کسی مجدد کی طاقت سے باہر تھا۔ یہ صرف موعود کرشن اور موعود مہدی اور موعود مسیح کا ہی کام تھا۔ کہ اس خرابی کو دور کرے۔ ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

مشکوٰۃ کتاب اثار القیامہ میں مسیح موعود کے متعلق بار بار یعنی چار دفعہ **نبی اللّٰہ کا لفظ** آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک بھی مجدد وہ کام نہیں کر سکتا۔ جو نبی کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ میں فرماتے ہیں:۔ "اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی"

بالآخر واضح ہو۔ کہ غیر مبایعین کے لئے حضرت مسیح موعود کو نبی نہ ماننے کی صرف دو وجہیں ہو سکتی تھیں۔ اول یہ کہ وہ یہ کہیں۔ کہ دنیا میں دہریت کی ظلمت نہیں پھیلی اس لئے نبی کی ضرورت نہیں۔ صرف مجدد کی ضرورت تھی۔ سو مجدد آ گیا۔ مگر وہ ایسا نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ واقعات کا انکار نہیں ہو سکتا۔ دہریت کی ظلمت اپنی انتہا کو پہنچ چکی۔ لیکن نبی ابھی نہیں آیا۔ اور اسکی اشد ضرورت ہے۔ لیکن وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس طرح اجرائے نبوت کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ جو ان کے مفید مطلب نہیں۔ پس ان کے لئے نہ جائے ماندن ہے۔ اور نہ پائے رفتن لہٰذا بہتر ہے۔ کہ وہ مان لیں۔ اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ (پ ۲۷ سورہ حدید رکوع ۲)

دیہاتی مدارس کے خواہشمند احباب سے

احباب جماعت کو معلوم ہے۔ کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللّٰہ بنصرہ العزیز نے جماعتہائے احمدیہ کی تربیتی اور تبلیغی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے چند نوجوانوں کو دیہاتی ضرورت کے مطابق علوم سکھا کر عام دینی۔ اور طبی۔ انگریزی و یونانی اور مویشیوں کی بیماریوں کے علاج وغیرہ علوم سکھا کر ان کو زمینداروں کے لئے مفید وجود بنا دیا ہے۔ ایسے نوجوانوں کی ایک جماعت جو مقررکردہ کورس ختم کر چکی ہے تیار ہے۔ یہ نوجوان شادی شدہ ہیں۔ اس لحاظ سے مستورات بھی تعلیم حاصل کر سکیں گی۔ لہٰذا ایسی جماعتیں یا ایسے احباب جو ان نوجوانوں سے فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ وہ بہت جلد دفتر تحریک جدید کو مطلع فرماویں۔ تاکہ ان نوجوانوں کو ان کے پاس کام کے لئے بھیج دیا جاوے۔ شرط صرف یہ ہے کہ ایسی جماعتیں یا دوست آٹھ ایکڑ کے قریب زمین جس سے ایک شادی شدہ نوجوان کا گذارہ ہو سکے۔ وہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہبہ کر دیں۔ ایسے دوست یا جماعتیں جو اپنے گاؤں میں ایسے مدارس کی ضرورت تو سمجھیں۔ لیکن اس شرط کو پورا نہ کر سکیں۔ وہ بھی دفتر تحریک جدید کو اطلاع دیویں۔ تاکہ اگر سلسلہ ضرورت سمجھے تو وہاں مدرسہ قائم کرنے کی صورت کی جاسکے۔

(انچارج تحریک جدید)

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورت مند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔
نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرماویں۔ (منیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز نیلے دست۔ قے۔ ہچکیاں۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان۔ پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے۔ پھنسی چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رضؓ طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصول ڈاک

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفہ اول رضؓ دواخانہ معین الصحت قادیان

"اپریل فول" کی گندی رسم اور مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر سال ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ماہ اپریل کی یکم تاریخ کو عیسائیوں میں "اپریل فول" کی رسم نہایت شان و شوکت سے منائی جاتی ہے۔ جس میں دھوکا دہی فریب۔ جھوٹ اور ناواجب ہنسی مذاق و افعال اور حرکات جو عام حالات میں عیسائیوں میں بھی غیر موزوں اور معیوب خیال کئے جاتے ہیں۔ اس دن کے موقعہ پر روا رکھے جاتے اور ان کے بجالانے پر نہایت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور اس کا نام تفریح طبع رکھا جاتا ہے۔

یہ بری رسم عیسائیوں میں کیونکر پیدا ہوئی۔ مورخین کا اس بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً بعض کے نزدیک یہ رسم سولھویں صدی عیسوی میں رائج ہوئی۔ اور اسکی وجہ یہ بیان کی۔ کہ اس زمانہ میں سال کا پہلا مہینہ اپریل ہوا کرتا تھا۔ اور بلاشبہ یہ امر تاریخی طور پر بھی ثابت ہے۔ کہ سترھویں صدی عیسوی سے پیشتر فرانس کا شمسی سال ماہ اپریل ہی سے شروع ہوا کرتا تھا۔ لیکن ۱۶۵۴ء میں شاہ فرانس چارلس نہم نے اپریل کی بجائے جنوری کو سال کا پہلا مہینہ قرار دیا۔ تو چونکہ ایک زمانہ میں ماہ اپریل سال کا پہلا مہینہ ہوا کرتا تھا۔ اسلئے عیسائی لوگ نئے سال کی پہلی تاریخ یعنی ماہ اپریل کی یکم کو ایک قسم کی عید مناتے۔ جس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھیجتے اور تفریح طبع کے طور پر مختلف قسم کے ذرائع عمل میں لاتے۔ اور اس ہنسی مذاق اور تفریح طبع کے طور پر بجالائے جانے والی حرکات نے رفتہ رفتہ یہ صورت اختیار کرلی۔ جواب ہر سال ماہ اپریل کی یکم تاریخ کو "اپریل فول" کے طور پر ہمارے دیکھنے میں آتی ہے۔

علامہ فرید الوجدی نے دائرۃ المعارف صہ ۲۲ میں اس کے خلاف ایک اور تحقیق پیش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو یہود نامسعود نے اپریل میں دھوکا دہی سے گرفتار کیا۔ اور آپ سے ہنسی مذاق اور استہزاء کرنے اور آپ کو تکالیف پہنچانے کے لئے مختلف حکموں کے سامنے آپ کو پیش کیا۔ اور اس کے بعد عیسائیوں میں اس واقعہ کی یادگار کے طور پر مزاح استہزاء اور مذاق جاری ہوا۔ یہانتک کہ بڑھتے بڑھتے اب اس تاریخ میں جھوٹ بولنا جھوٹ لکھنا۔ دھوکا دینا۔ فریب سے ایک دوسرے کو مصائب میں مبتلا کرنا ایک مذہبی رسم بن گیا ہے۔

ایسا ہی صہ ۲۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ اہل روما نے ماہ اپریل کو اپنے ایک دیوتا خیفونامی کی عبادت کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ وہ اس بت کا جلوس نکالتے۔ اور خوب گایا بجایا کرتے تھے۔

سو اس نظریہ کے مطابق بہت ممکن ہے۔ کہ اہل روما جو اپنے دیوتا کی عبادت کے طور پر اس مہینہ میں خوب گایا بجایا کرتے تھے۔ بعد میں عیسائیوں نے اس مہینہ کی یکم تاریخ کو ہی ان تفریح طبع امور کے لئے مخصوص کرلیا ہو۔ اور آخر کار اس نے وہ صورت اختیار کرلی۔ جو آجکل عیسائیوں میں نظر آتی ہے۔

بہر حال "اپریل فول" کی رسم خواہ کسی طرح آغاز پذیر ہوئی ہو۔ مگر اس میں شبہ نہیں۔ کہ یہ رسم کم از کم مسلمانوں کے نزدیک یقیناً ایک گندی اور گھناؤنی رسم ہے۔ مگر نہایت افسوس ہے۔ کہ عیسائیوں کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے بعض مسلمانوں میں بھی یہ قبیح اور بری عادت پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ بھی "اپریل فول" کے طور پر جھوٹ بولنے کو لازمۂ تہذیب خیال کرنے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ نہ صرف قرآن کریم نے صاف طور پر واجتنبوا قول الزور کہہ کر شدت کے ساتھ کذب بیانی کی ممانعت کردی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کی علامتوں میں اعور الکذاب کے الفاظ کے ساتھ دجال کی بے دینی اور اس کا جھوٹا اور کذاب ہونا خصوصیت سے ظاہر فرمادیا ہے۔ اور پھر اپنی زبانوں پر کنٹرول رکھنے کی ہدایت دیتے ہوئے یہانتک فرمایا ہے:۔ "من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ" رواہ البخاری (مشکوٰۃ صہ ۴۱۱)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سہ

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائیگا
وہ اک زباں ہے عضو نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیث سیدنا سید الوریٰ
(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پھر اس کے بعد اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے جس شخص کو مسیح موعود۔ مہدی معہود۔ امام اور حکم وعدل بناکر بھیجا۔ آپ نے بھی بعض معترضین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے انتہائی مجبوری اور معذوری کی حالت کے متعلق بھی فرمادیا۔ کہ:۔

"کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ بلکہ حدیث میں تو یہ لفظ ہیں۔ کہ ان قتلت و احرقت۔ یعنی سچ کو مت چھوڑ اگرچہ تو قتل کیا جائے۔ اور جلایا جائے۔ پھر جس حالت میں قرآن کہتا ہے۔ کہ تم انصاف اور سچ مت چھوڑو۔ اگرچہ تمہاری جانیں بھی اس سے ضائع ہوں۔ اور حدیث کہتی ہے۔ کہ اگرچہ تم جلائے جاؤ۔ اور قتل کئے جاؤ۔ مگر سچ ہی بولو۔ تو پھر اگر فرض کے طور پر کوئی حدیث قرآن اور احادیث صحیحہ کی مخالف ہو۔ تو وہ قابل سماعت نہیں ہوگی۔" (نور القرآن حصہ دوم صہ ۱۸)

اب یہ تو انتہائی مجبوری و معذوری کے وقت کذب کے بارہ میں ارشاد ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ "توریہ" کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"حقیقی کذب اسلام میں پلید اور حرام اور شرک کے برابر ہے۔ مگر توریہ جو درحقیقت کذب نہیں۔ گو کذب کے رنگ میں ہے۔ اضطرار کے وقت عوام کے واسطے اس کا جواز حدیث سے پایا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی لکھا ہے۔ کہ **افضل وہی لوگ ہیں جو توریہ سے بھی پرہیز کریں**...... مگر باوصف اس کے بہت سی حدیثیں دوسری بھی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ **توریہ اعلےٰ درجہ کے تقوےٰ کے برخلاف** ہے۔ اور بہر حال کھلی کھلی سچائی بہتر ہے۔ اگرچہ اسکی وجہ سے قتل کیا جائے۔ اور جلایا جائے۔" (نور القرآن حصہ دوم صہ ۱۹)

غرضیکہ نہ صرف کذب اور فریب یا جھوٹ وغیرہ سے بشدت منع کیا ہے۔ بلکہ توریہ جس کو انتہائی اضطرار کی حالت میں صرف عوام کے لئے جائز رکھا ہے۔ اس کو بھی "اعلےٰ درجہ کے تقویٰ کے برخلاف" اور "ایک قسم کا کذب" (نور القرآن صہ ۲۰) قرار دیا ہے۔ تو "اپریل فول" جو اضطراری صورت تو کجا صرف تفریح طبع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس کے مطابق کذب وغیرہ سے کام لے۔ تو وہ اپنی نافرمانی کا خود ہی اندازہ کرسکتا ہے۔ "اپریل فول" کی نسبت بھی اس زمانہ کے حکم وعدل کے ذریعہ فیصلہ کردیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔ اور نیز فرمایا ہے۔ کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں۔ اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں۔ اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں فرمایا۔ کہ تم جھوٹ مت بولو۔ بلکہ یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو۔ اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ۔ اور خدا سے ڈرو۔ اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے۔ کہ جب تو کوئی کام کرے۔ تو تیری کلام محض صدق ہو۔ ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔ اب بتلاؤ۔ یہ تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایسی تعلیمیں ہوتیں۔ تو **عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فول کیسی بری رسم ہے۔ کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے۔**" (نور القرآن حصہ دوم صہ ۲۱-۲۲)

خلاصہ یہ کہ اپریل فول کی رسم جسے عام حالات میں خود عیسائی بھی ناجائز اور غیر موزوں جانتے ہیں۔ یہ ایک گندی رسم ہے۔ جسے عیسائیوں کو ترک کردینا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ اس بری عادت سے کلیتہً احتراز اور اجتناب سے کام لیں۔ کیونکہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی باتوں سے سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی، مولوی فاضل قادیان

انسپکٹران بیت المال توجہ کریں

کچھ عرصہ ہوا۔ انسپکٹران بیت المال کو نمونہ نقشہ کارگزاری بابت سال ۱۹۴۰ء و دیگر ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ بہت جلد انہیں پُر کرکے دفتر ہذا میں بھجوادیں۔ مگر تاحال سوائے ایک کے کسی انسپکٹر کی طرف سے یہ نقشہ مکمل ہو کر واپس موصول نہیں ہوا۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ان کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ یہ نقشہ 30-3-1940 سے قبل دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔

(ناظر بیت المال)

درخواست:۔ فاروق کیواسطے آپ ایک خریدار ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پچیس فی صدی کمی

پچیس فیصدی رعایت

دوسرا نادر موقعہ

تحریک جدید کے قومی سرمایہ سے جاری شدہ

ویدک یونانی دواخانہ قادیان کی مستند اور مجرّب ادویات

میں

عظیم الشّان رعایت کا دوسرا نادر موقعہ

یکم اپریل سے ۳۰ اپریل مطابق ہجری شہادت تک دواخانہ کی ہر مرکب دواء

پچیّس فی صدی رعایت پر ملیگی

مجلس مشاورت پر آنے والے دوست خصوصیت سے اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں اور ایام مشاورت میں قادیان تشریف نہ لانے والے احباب کی سہولت کے لئے بھی ۳۰ اپریل تک ڈاکخانہ میں پوسٹ ہونے والے آرڈروں کی تعمیل ۲۵ فی صدی رعایت کے ساتھ کردی جائے گی۔

مجرّب اور مستند ادویات کی مختصر فہرست

لبوب کبیر یہ لبوب طب یونانی کے مایۂ ناز مرکبات میں سے ہے اعلیٰ درجہ کا مقوی باہ ہے۔ اعصاب کو طاقت بخشتا۔ گردوں کو مضبوط کرتا اور بدن کو فربہ بناتا ہے۔ یہ لبوب دماغی کام کرنے والوں کے لئے تقویت دماغ کی ایک لاثانی دوا اور ضعیف العمر حضرات کے لئے یقیناً عصائے پیری ہے۔ قابل قدر اور مشک۔ عنبر۔ زعفران۔ ورق طلاء وغیرہ کی قسم کے قیمتی اجزاء کا خاص اہتمام سے تیار کیا ہوا مرکب ہے۔ اصل قیمت (دس تولہ) دو روپے آٹھ آنے رعایتی قیمت ایک روپیہ چودہ آنے

حبّ جواہرات عنبری یہ گولیاں معدہ۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ گردوں کی اصلاح نیز عام جسمانی کمزوری کے لئے کرشمہ تاثیر ہیں۔ اس سے کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل ہوگی۔ اور تمام اعضائے رئیسہ میں حیرت انگیز قوت آجائیگی حب جواہرات عنبری ہر ٹانک سے افضل ہے۔ کیونکہ دیر پا اور مستقل اثر رکھتی ہے۔ اصل قیمت (چالیس گولی) پانچ روپے رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے

مقوی کبیر معمّر اور سن رسیدہ لوگوں کے لئے حرز جاں ہے۔ یہ دوا ضعیف العمر حضرات کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ سست اور بیکار اعصاب میں برقی رو کی طرح اثر کرتی ہے۔ اس کا چند روزہ استعمال انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ بلغمی مزاج والوں کے لئے خصوصیت سے مفید ہے۔ اصل قیمت (چالیس گولی) چار روپے رعایتی قیمت تین روپے۔

قرص ذکاوت یہ ٹکیاں مرض جریان اور کثرت احتلام جیسی خطرناک بیماریوں کے لئے نہایت مفید ہیں۔ ان مہلک امراض میں جوہر حیات خود بخود فنا ہوتا رہتا ہے۔ اور بالآخر انسان زندگی سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اگر آپ ان امراض کا شکار ہیں۔ تو جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ ہمارے قرص ذکاوت استعمال فرماویں۔ اصل قیمت فی شیشی دو روپے رعایتی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

طلاء شاہی پوشیدہ نقائص کی اصلاح کے لئے اس کے نتائج بہت ہی کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ تجربہ شرط ہے۔ اصل قیمت دو روپے آٹھ آنے رعایتی قیمت ایک روپیہ چودہ آنے۔

زدجام عشق ہمارے دواخانہ میں یہ مشہور و معروف نسخہ نہایت احتیاط سے تیار کیا جاتا ہے۔ اور تمام اجزاء نہایت عمدہ اور خالص ڈالے جاتے ہیں۔ یہ گولیاں مقوی باہ ہونے کے علاوہ قوت امساک کو بھی بڑھاتی ہیں۔ نہ صرف بڑھاپے میں بلکہ جوانی میں بھی حد درجہ مفید ثابت ہوئی ہیں۔ اصل قیمت (چالیس گولی) پانچ روپے رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے

تریاق ماہواری اگر ایام ماہواری وقت پر نہیں ہوتے۔ یا کم مقدار میں اور تکلیف سے ہوتے ہیں۔ تو اس صورت میں تریاق ماہواری اکسیری و حکمی دوا ہے۔ اس کے خواص کا مقابلہ طب جدید کی کوئی دوا نہیں کر سکتی چند روزہ استعمال سے ایام ماہواری بافراغت اور وقت پر ہونے لگتے ہیں۔ اصل قیمت (۳۲ خوراک) ایک روپیہ چار آنے رعایتی پندرہ آنے۔

اکسیر سیلان یہ دوا مستورات کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے سیلان الرحم اور ایام ماہواری کی کثرت کو دور کرنے میں نہایت ہی فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ اور دواخانہ ہذا کی خاص مجرب دوا ہے۔ اصل قیمت (چالیس خوراک) ایک روپیہ چار آنے رعایتی قیمت پندرہ آنے۔

روغن نسوان یہ روغن رحم اور اندام نہانی کی تمام خرابیوں کی اصلاح کرتا ہے۔ سیلان الرحم۔ کمی حیض۔ حیض کا تکلیف سے آنا۔ ورم رحم۔ اختناق الرحم وغیرہ سب حالتوں میں تریاق ماہواری اور اکسیر سیلان کے ساتھ استعمال کرنے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ دائی کی ضرورت نہیں۔ روئی کا ٹکڑا اس میں تر کر کے خود ہی اندازے سے رکھ لیا جاتا ہے۔ اور دوا خود بخود پھیل کر اپنا کام کرلیتی ہے۔ اصل قیمت پانچ تولہ ایک روپیہ رعایتی قیمت بارہ آنے

می کو یہ دوا جگر اور تلی کے لئے مخصوص ہے۔ ضعف ہضم۔ دائمی قبض۔ بھوک کی کمی وغیرہ کی قسم کی تمام شکایات اس دوا کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہیں۔ جن بچوں کا جگر اور تلی بڑھی ہوئی ہو۔ ان کے لئے یہ دوا بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔ اصل قیمت ایک روپیہ رعایتی قیمت بارہ آنے۔

شربت فولاد یہ شربت بھوک لگاتا غذا کو ہضم کرتا اور خون کی پیدائش کو بڑھاتا ہے۔ بخاروں اور دیگر بیماریوں کی مابعد کمزوری اور کمی خون کی حالت میں بہت ہی مفید ہے۔ غرضیکہ خون کے بڑھانے کے لئے نایاب تحفہ ہے۔ اصل قیمت ایک روپیہ رعایتی قیمت بارہ آنے۔

گرائپ جوس بچوں کی مختلف شکایات مثلاً بدہضمی قبض یا دست وغیرہ میں نیز اگر جگر۔ معدہ اور تلی ٹھیک طور پر کام نہیں کرتے تو ان حالات میں گرائپ جوس کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ بچوں کے دانت نکلنے کے زمانہ میں غیر معمولی طور پر مفید ثابت ہوا ہے۔ اصل قیمت دس آنے رعایتی قیمت سات آنے

سرمہ بینظیر یہ سرمہ تمام امراض چشم کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً ککروں کے لئے نایاب تحفہ ہے۔ اصل قیمت دو روپیہ تولہ رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ تولہ۔

خط و کتابت کے لئے صرف "ویدک یونانی دواخانہ قادیان" یاد رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لالہ ملاوامل صاحب حکیم قادیان کو اکثر احباب جانتے ہیں۔ ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قدیمانہ تعلق رہا ہے۔ انہوں نے بعض ادویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے نسخوں کے مطابق تیار کی ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ان ادویہ کے متعلق سفارش کی خواہش کی ہے۔ سو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے منشاء کے مطابق یہ سفارش شائع کی جاتی ہے کہ حاجتمند احباب لالہ ملاوامل صاحب قادیان سے ان کی تیار کردہ ادویہ خرید کر فائدہ اٹھائیں۔ والسلام (دستخط) پرائیویٹ سیکرٹری

چند نہایت مفید اور مجرب ادویہ

معجون مبارک یہ نسخہ معجون مبارک میرے کرم مہربان جناب مرزا صاحب کا فرمودہ ہے۔ آپ اس معجون کو شوق سے استعمال فرماتے تھے۔ دماغی روشنی کی معاون اور ضعف بصارت آنکھوں سے پانی بہنے اور دماغی طاقت کو بہت مفید ہے۔ اس کے فوائد و برکات بکثرت ہیں۔ مگر بوجہ طوالت پورے پورے بیان میں سد راہ ہیں۔ قیمت فی سیر دو روپے آٹھ آنے خوراک دو تولہ۔

معجون دلشاد فی الواقعی دلشاد ہے۔ استعمال کے پندرہ منٹ بعد چستی پھرتی خوشی اسکی پہلی خوبی ہے۔ اعضاء رئیسہ دل۔ دماغ۔ معدہ۔ جگر کی طاقتوں کو بڑھاتا ہے۔ اعصابی کمزوری کو بہت ہی مفید ہے۔ یہانتک کہ بڑھاپے میں بھی اعصابی کمزوری نزدیک نہیں آتی۔ نیز مستورات کے لئے بھی اختناق الرحم یعنی غشی کا طاری ہو جانا۔ ہاتھ پاؤں چھوٹے پڑ جانا کا بہترین علاج ہے۔ قیمت پندرہ خوراک وزنی ۱ تولہ تین روپے۔

سفوف نشاط یہ ایک بہت مفرح اور مقوی دوا ہے۔ استعمال سے پہلے اپنا وزن کرلیں۔ دو ہفتہ بعد دیکھیں کہ وزن میں پہلے کی نسبت کتنا اضافہ ہوا ہے۔ صحت کی خرابی یا بے اعتدالی سے مقصد میں جو کمی آ چکی ہو۔ وہ سب حاصل ہو جائے گی۔ سرعت انزال اور احتلام اور جریان کا مریض تو ضرور ہی اسکا استعمال کرے۔ اور جائز طور پر جس امساک کی ضرورت ہے۔ وہ یقیناً اس سے حاصل ہو جائے گی۔ قیمت پندرہ خوراک عہ

حبوب زوجام قیمت ایک درجن عہ۔ یہ حضرت مرزا صاحب کا مشہور نسخہ ہے۔ جو طاقت کے لئے از حد مفید ہے۔ پہلی ہی خوراک اپنے فوائد اور برکات ظاہر کر دے گی۔

دوائی جریان الرحم یعنی لیکوریا یہ نسخہ ایک بلند پایہ پارسا درویشانہ زندگی بسر کرنے والے حکیم صاحب کا فرمودہ ہے۔ نہایت ہی عجیب الاثر اور آرام دیر پا ہے۔ یہ دوائی مہینوں کی محنت سے تیار ہوتی ہے۔ اگر اس میں بے مثال فوائد نہ ہوتے تو میں اس کے تیار کرنے میں ہرگز اتنا وقت خرچ نہ کرتا۔ مقامی اور نواح کی سینکڑوں مریضہ جن کے جسم اور طاقت سفید اور زرد رطوبت کے بہنے سے گھن کی طرح روز بروز کھوکھلا ہو رہے تھے۔ اس کے استعمال سے صحتیاب ہو چکے ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک عہ دو روپیہ

اکسیر بواسیر یہ نسخہ بواسیر کا ایک سنیاسی مہاتما کا فرمودہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے شاہی حکیم جناب مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضؓ نے اس نسخہ کو بہت ہی پسند فرمایا تھا۔ فی الواقع ہر قسم کی بواسیر کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ ہزاروں اصحاب اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک عہ

معجون روشن دماغ اسکے اجزاء قوائے ذہنی کو بہت ہی مدد دیتے ہیں۔ قیمت میں حتی المقدور بطور امداد رعایت کر دی گئی ہے۔ تاکہ غریب طلباء بھی فائدہ اٹھاویں۔ اگر صاحب توفیق طلباء بہ نظر ثواب خرید کر غریب طلباء کو خرید دیں۔ تو کار ثواب ہے۔ کند ذہن طلباء بطور امتحان ایک ڈبیہ ضرور ہی خریدیں۔ پھر دیکھیں کہ اس عجیب الاثر معجون سے محض دو ہفتہ استعمال سے ذہنی روشنی میں کس قدر اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت بارہ آنے۔

نوٹ:۔ اسکے علاوہ دوائی دردگردہ قبض کشا گولیاں تحویٹ درد سر درد کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔ ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کے علاوہ خشک ادویات و عرق و شربت معجون جالینوس اطریفل زمانی اور ماہواری بیماری کے نقائص کو دور کرنے کے لئے جوشاندے وغیرہ تیار رہتے ہیں۔

المشتہر:۔ ملاوامل (حکیم) بڑا بازار قادیان (پنجاب)

چند مفید اور بارہا کی تجربہ شدہ ادویات

SANIK IN MOUTH
مُنہ میں سانپ

اگر آپ کے مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہے۔ تو آپ کے مسوڑھے اب مسوڑھے نہیں رہے۔ بلکہ آپ نے اپنے مُنہ میں سانپ پال رکھے ہیں۔ مسوڑھوں کی پیپ کو سانپ کی زہر سے کم نہ سمجھو۔ یہ پیپ کھانے اور پینے کی ہر چیز کے ساتھ معدہ میں اترتی ہے۔ اور معدہ کو خراب کر دیتی ہے۔ معدہ کی خرابی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ معدہ خود عموماً دانتوں کی خرابی سے خراب ہوتا ہے۔

DENTAL GOOD
ڈنٹل گاڈ

اس سانپ کے زہر کا تریاق ہے اللہ کے فضل سے یہ دانتوں کی ہر خرابی کو دُور کر دیتا ہے۔ پیپ نکلنے سے بڑھ کر تو کوئی خرابی نہیں۔ پیپ نکلتے نکلتے دانت بھی ہلنے لگے ہوں۔ تو انشاء اللہ ڈنٹل گاڈ انہیں جوڑ دیگا۔ قیمت عہ دو روپے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

کالی کھانسی کی اکسیر دوا
Dessrrem. ڈیسرم

یہ کھانسی عام مشہور ہے۔ بعض وقت وبائی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ بچارے معصوم بچے عموماً اس میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ کھانسی اس شدت سے ہوتی ہے۔ کہ الامان۔ کھانستے کھانستے بچہ بے دم ہو جاتا ہے۔ اور بڑی مدت کے بعد کہیں جاکر دم آتا ہے۔ رنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا ہے۔ اور اکثر قے ہوکر ذرا افاقہ ملتا ہے۔ اگر دوا یا غذا ذرا سی کھائی۔ اور بس پھر کھانسی اس شدت سے شروع ہوتی ہے۔ کہ بچہ والے گھبرا جاتے ہیں۔ کہ بچہ کا دم ہی نہ گھٹ جاوے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دوا کے استعمال سے آرام ہو جاتا ہے۔ قیمت چھوٹی شیشی عہ بڑی شیشی عہ

بہرہ پن کی اکسیر دوا
CALAN OIL کیلن آئل

کان کی تمام امراض کان بہنا۔ درد کان۔ بہرہ پن۔ پھنسی یا زخم یا سوجن کان کان گو بجنا۔ کان کے کیڑے۔ قیمت فی شیشی عہ یہ تمام تکلیفیں اسکے استعمال سے اچھی ہو جاتی ہیں۔

آج کا یاد کیا ہُوا برسوں نہ بھولے
BARIN GOOD برین گاڈ

اکسیر دماغ دماغی کام کرنے والوں کے لئے بیحد مفید ہے۔ اس کے استعمال سے تمام عوارض مثلاً نسیان۔ کند ذہنی۔ سر درد۔ کم خوابی جو کثرت محنت کے سبب یا اعصابی کمزوری۔ کمی خون۔ دائمی قبض کے سبب ہو۔ رفع ہو جاتی ہے۔ یہ دوا کمزور یادداشت والے طلباء کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت عہ

حُسن کا قدرتی خزانہ آنکھ ہے
EAY GOOD آئی گاڈ

نظر کی کمزوری اور عینک کی عادت چھڑانے کے لئے دنیا میں اس سے بہتر کوئی دوا ایجاد نہیں ہوئی۔ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ ککرے۔ پھولا جالا۔ ناخونہ۔ اور نزول الماء موتیا بند کے لئے اکسیر ہے۔ بطور پیش بندی اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کو تمام بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت عہ بڑی شیشی چھوٹی شیشی عہ

Karamoun کرامول

ہاتھوں پر دوا مل کر آگ سینکنے سے خارش دُور ہو جائے گی۔ خارش خشک ہو یا تر جدید ہو یا قدیم انشاء اللہ چند دن کرامول استعمال کرنے سے دُور ہو جائے گی۔ قیمت عہ

امراض رحم کیلئے ایک عجیب و غریب اکسیر
MASTULIN مستولین

عورتوں کی صحت ملک و قوم کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ لیکن انکی تندرستی رحم کی مختلف امراض کی وجہ سے اکثر خطرہ میں رہتی ہے۔ جو شکایات عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ وہ ایام کی بے قاعدگی۔ یا ان کا درد کے ساتھ آنا اور خون کی کمی و زیادتی۔ دائمی قبض۔ ہسٹیریا لیکوریا یعنی سیلان الرحم ان سب بیماریوں کے لئے مستولین واقعی اکسیر ہے۔ اس دوا کے استعمال سے صرف یہ تمام شکایتیں ہی رفع نہیں ہو جاتیں۔ بلکہ عورتوں کی عام جسمانی صحت پر اس کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ رحم کو قوی کرکے پیدائش اولاد کی استعداد حاصل ہو جاتی ہے۔

قیمت فی شیشی ۳ تین روپے۔

ملنے کا پتہ:۔ ڈاکٹر سید شاہ عالم ہومیو قادیان ضلع گورداسپور

دی اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا